ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور
پاکستان

دنیا بھر کے مسلمانو! اور عرب بھائیو!

زمانہ ماضی میں مدتوں ہم ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار رہ چکے ہیں

کیا یہ صدیوں کا بغض وعناد اور مدتوں کا خلفشار ہمارے لئے کم بربادی کا سامان تھا؟

کیا ہماری باہمی بے اتفاقی ہمارے دشمنوں کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت نہیں ہوئی؟

کیا ہم اقوام عالم کے درمیان اچھے خاصے ذلیل نہیں ہوئے؟

ایک زمانہ تھا کہ ہم دنیا میں سب سے اعلیٰ اقتدار کے مالک تھے لیکن آج ہمارا حال شرمناک حد تک ناگفتہ بہ ہے

دنیا بھر کے مسلمانو! اور عرب بھائیو! صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو، ہر دشمن کے سامنے متحد ہو کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ، اور اپنے دوستوں کی دل کھول کر امداد کرو۔ آپس میں ایک دوسرے کے مؤید بن جاؤ۔ ایک دوسرے کے ساتھ اختلافات کو یک قلم ترک کردو ورنہ کمزور ہو جاؤ گے۔

اگر ہم تمام کے تمام مسلمان بھائی اسلام کے احکام کے سامنے جھکتے رہے تو انشاء اللہ غالب رہیں گے۔ صرف خالی خولی دعوت نہیں بلکہ یہ وہ جذبات ہیں جو انتہائی خلوص کیساتھ میرے دل سے ابل کر نکل رہے ہیں۔

یہ میرا وہ دل ہے جس میں اسلام کیلئے اتھاہ اور بے پناہ جذبہ محبت ہے۔ کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس کی دعوت صحیح قسم کے پائیدار امن اور قوت کی ضامن ہے

صدر جمال عبدالناصر مرحوم

بدل اشتراک

سالانہ ــــ ۱۶ روپے
ششماہی ــــ ۹ روپے
سہ ماہی ــــ ۵ روپے

غیر ممالک

سعودی عرب:
سالانہ ہوائی جہاز ــــ ۵۰ روپے
بحری جہاز ــــ ۲۵ روپے

انگلینڈ:
سالانہ ہوائی جہاز ــــ ۶۸ روپے
بحری جہاز ــــ ۳۶ روپے

فی شمارہ
۳۵ پیسے

۱۹ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ، ۲۹ ستمبر ۱۹۷۲ء

مطبوعات انجمن خدام الدین

شیرانوالہ دروازہ لاہور ــــ فون نمبر: ۶۷۵۴۵

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: نُھِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبِیْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَ اِنْ کَانَ اَخَاہُ لِاَبِیْہِ وَ اُمِّہٖ۔

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس چیز کی ممانعت فرما دی ہے کہ کوئی شہری دیہاتی کے ہاتھ (دلالی لے کر) فروخت نہ کرے۔ اگرچہ وہ اس کا حقیقی (ماں باپ شریک) بھائی ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا تَلَقَّوا السِّلَعَ حَتّٰی یُھْبَطَ بِھَا اِلَی الْاَسْوَاقِ۔

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سامان کو آگے جاکر (قافلہ سے) نہ خریدو۔ یہاں تک کہ اس کو بازاروں میں نہ لایا جائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَلَقَّوا الرُّکْبَانَ وَ لَا یَبِیْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ: قَالَ لَہٗ طَاؤُسٌ: مَا یَبِیْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ لَا یَکُوْنُ لَہٗ سِمْسَارًا۔

ترجمہ:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم پہلے سے جاکر قافلہ والوں سے غلہ نہ خریدو۔ اور کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال بھی فروخت نہ کرے۔ طاؤس نے حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا مطلب ہے کہ اس کا دلال نہ بنے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبِیْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا یَبِیْعُ الرَّجُلُ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْہِ، وَلَا یَخْطُبُ عَلٰی خِطْبَۃِ اَخِیْہِ وَلَا تَسْئَلُ الْمَرْأَۃُ طَلَاقَ اُخْتِھَا لِتَکْفَأَ مَا فِیْ اِنَائِھَا، وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ: نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّیْ وَ اَنْ یَّبْتَاعَ الْمُھَاجِرُ لِلْاَعْرَابِیِّ، وَ اَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْأَۃُ طَلَاقَ اُخْتِھَا، وَ اَنْ یَّسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰی سَوْمِ اَخِیْہِ، وَ نَھٰی عَنِ النَّجْشِ وَالتَّصْرِیَۃِ۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اس چیز کی ممانعت فرمائی ہے کہ کوئی شہری دیہاتی کے لئے خریدے۔ اور فرمایا کہ بیع نجش نہ کرو اور اپنے بھائی کی بیع پر کوئی آدمی بیع نہ کرے اور اپنے بھائی کے پیام نکاح پر کوئی شخص نکاح کا پیام نہ دے۔ اور نہ ہی کوئی عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کی خواستگاری کرے۔ کہ اس کا حصہ بھی اپنے برتن میں لے لے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ والوں سے آگے چل کر ملنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اور یہ کہ کوئی شہری دیہاتی کے لئے فروخت نہ کرے اور کوئی عورت اپنی بہن کو طلاق دینے کی شرط نہ لگائے اور بغیر ارادہ خریداری کے مشتری کو اضافہ قیمت پر ابھارنے کے لئے قیمت میں اضافہ نہ کرے اور آپ نے بیع نجش اور جانور کے تھنوں میں دودھ روکنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَبِیْعُ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ، وَ لَا یَخْطُبُ عَلٰی خِطْبَۃِ اَخِیْہِ اِلَّا اَنْ یَّاْذَنَ لَہٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَھٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ ہی اس کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نکاح بھیجے۔ ہاں اگر اس کو اجازت مل جائے تو ایسا کرے۔ (بخاری و مسلم نے اس حدیث کو ذکر کیا) اور یہ الفاظ امام مسلم کے ہیں۔

عَنْ عُقْبَۃَ ابْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ فَلَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّبْتَاعَ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْہِ وَلَا یَخْطُبَ عَلٰی خِطْبَۃِ اَخِیْہِ حَتّٰی یَذَرَ۔

ترجمہ:- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایماندار، ایماندار کا بھائی ہے۔ تو کسی ایماندار کے لئے یہ چیز حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرے اور نہ ہی اپنے بھائی کے پیام نکاح پر نکاح کا پیام دے یہاں تک کہ وہ چھوڑ دے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرْضٰی لَکُمْ ثَلَاثًا وَ یَکْرَہُ لَکُمْ ثَلَاثًا فَیَرْضٰی لَکُمْ اَنْ تَعْبُدُوْہُ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا، وَاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا وَیَکْرَہُ لَکُمْ قِیْلَ وَ قَالَ، وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ اِضَاعَۃَ الْمَالِ۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت نے تمہارے لئے تین چیزوں کو پسند فرمایا ہے اور ایسے ہی تمہارے لئے تین چیزوں کو ناجائز قرار دیا ہے۔ سو تمہارے لئے یہ چیزیں پسند کی ہیں۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کی رسی (دین اسلام) کو سب مضبوط پکڑ لو۔ اور متفرق نہ ہو جاؤ۔ اور تمہارے لئے قیل و قال اور کثرت سوال اور مال ضائع کرنے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

(مسلم)

خدام الدین

۱۹ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ
۲۹ ستمبر ۱۹۷۲ء

جلد ۱۸ شمارہ ۱۸

مندرجات

رئیس الادارہ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
مجاہد الحسینی

مرزائی لندن پلان کا بھی نوٹس لیجئے

سفیر پاکستان مسٹر دولتانہ مرزائیوں کی مسجد فضل لندن کے جلسے میں کیوں گئے —؟

روزنامہ جنگ لندن ۱۷ اگست ۱۹۷۲ء نے یہ خبر نمایاں طور سے شائع کی ہے کہ قیام پاکستان کی پچیسویں سالگرہ کے موقع پر مسجد فضل لندن میں ایک خصوصی تقریب منعقد کی گئی جس میں پاکستان کے سفیر میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کا قیام نظریہ جمہوریت کی بناء پر ہوا ہے اور اس میں ہماری کامیابی اور ترقی کا راز ہے ——— انہوں نے زور دیا کہ آج اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ نوجوان نسل کو نظریہ پاکستان اور اس کے بنیادی اصولوں سے آگاہ کیا جائے۔

تقریر کی ابتداء میں انہوں نے کہا کہ میں لندن مسجد میں "تجدید وفا" کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ کیونکہ آج سے ۳۹ برس پہلے جب میں پہلی بار یورپ آیا تو "میری مغربی زندگی" کے ابتدائی ایام اسی مسجد کے زیر سایہ گذرے۔

یوم پاکستان کی اس تقریب میں سینکڑوں پاکستانیوں نے شرکت کی، مسجد فضل لندن کی طرف سے اس موقع پر ایک دعوت عصرانہ کا اہتمام کیا گیا"۔ !

اس خبر کے نیچے ایک تصویر شائع کی گئی ہے جس میں چوہدری ظفر اللہ خاں سابق مرزائی وزیر خارجہ کرسیٔ صدارت پر بیٹھے اور مسجد فضل کے مرزائی امام تقریر کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

ہمارے لئے اس خبر کا قابل اعتراض پہلو یہ ہے کہ مسٹر ممتاز دولتانہ ان دنوں لندن میں پاکستان کے سفیر کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہیں۔ وہ لندن میں مرزائی مبلغ کی حیثیت سے نہیں بلکہ پاکستان کے کروڑوں فرزندان اسلام کے نمائندہ کی حیثیت سے وہاں گئے ہیں۔ قیام پاکستان کی پچیسویں سالگرہ کا انتظام مسجد فضل میں اگر پاکستانی سفارت خانہ کی جانب سے کیا گیا ہے تو ملکی عوام کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کی یہ ایک خطرناک مثال ہے اور اگر جماعت احمدیہ مرزائیہ نے اس کا اہتمام کیا تھا تو سفیر پاکستان مسٹر دولتانہ کو مرزائیوں کے بارے میں مسلمانوں کے نازک جذبات کا احساس کرکے شرکت سے گریز کرنا چاہیئے تھا۔ !

اور مسٹر دولتانہ تو آج تک اسی تحریک "ختم نبوت" کی مخالفت کی پاداش میں اقتدار سے راندۂ درگاہ کی حیثیت میں "تبے نیل و مرام" در بدر ٹھوکریں کھاتے رہے ہیں۔ انہیں خدا خدا کرکے بڑی مشکل سے سفارت کا اقتدار نصیب ہوا ہے۔ وہ اسے ہی "پہچاننے" کی کوشش کریں تو غنیمت ہے۔

جہاں تک دولتانہ صاحب کے اس فرمان کا تعلق ہے کہ پاکستان کا قیام نظریہ جمہوریت کی بناء پر ہوا ہے' جناب دولتانہ صاحب اور ان کی جماعت کی مرکزی حکومت نے ۱۹۵۳ء میں لاہور کی سڑکوں پر جس کا خون خرابہ کیا تھا، لاتعداد نوجوانوں کے سینے گولیوں کی بوچھاڑ سے چھلنی کئے۔ اور بقول سرفراز خاں نون صرف پنجاب سے دس ہزار مسلمان قید و بند کرکے جیل خانوں میں ڈالے گئے تھے۔ کیا وہ جمہوریت نہیں تھی ——؟ انہیں جمہوری حق سے کیوں محروم رکھا گیا ——؟ اور صرف ملکی نہیں ایشیائی تحریکوں میں سب سے بڑی تحریک کو قوت و طاقت کے ذریعہ کیوں کچلا گیا ——؟ کیا وہ نوجوان نسل نظریہ پاکستان اور اس کے بنیادی اصولوں (اسلام اور ناموس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم) کے تحفظ کی خاطر اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش نہیں کر رہے تھے۔؟

ایک مسلّمہ اور بلا اختلاف جمہوریت کو ۱۹۵۳ء میں ذبح کرکے جناب دولتانہ صاحب آج ایک مرزائی مسجد فضل لندن میں کس جمہوریت کا درس دینے گئے ہیں ——؟ اور نوجوان نسل کو کونسا نظریہ پاکستان سمجھانے لگے ہیں۔ ؟

اگر اس سے مراد "مرزائیت و احمدیت" کا درس ہے تو دولتانہ صاحب یاد رکھیں، جس خداوند قدوس نے ۱۹۵۳ء میں تمہارے اور تمہاری پوری جماعت کا آفتاب اقتدار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب کیا تھا، وہ آج بھی حیّ و قیوم ہے — !

باقی رہی یہ بات —— کہ ہمارے ارباب اقتدار اُن چند سیاستدانوں کی لندن میں ملاقاتوں کا تو فوراً نوٹس لیتے ہیں جو ان کے سیاسی اقتدار کو معمولی خطرہ لاحق کرنیکا ادنیٰ اشارہ بھی کریں۔ لیکن ان لوگوں سے کوئی باز پُرس کیوں نہیں جو خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے گستاخ ——— ختم نبوت کے منکر، دنیائے اسلام کے فکری و نظری مخالف، اور پاک و ہند کی موجودہ عارضی تقسیم کرکے "اکھنڈ بھارت" قائم کرنا اپنا مذہبی عقیدہ اور فریضہ سمجھتے ہیں۔

کیا لندن میں دولتانہ، سر ظفر اللہ خاں اور دیگر

مرزائی احمدی لیڈروں کی یہ ملاقاتیں اور بقول دولتانہ "تجدید وفا" ——— ؟

اہل اسلام اور پاکستان کی سالمیت کے خلاف کوئی خطرناک سازش کا پیش خیمہ تو نہیں — ؟

اس "قادیانی لندن پلان" کا بھی نوٹس لیا جائے کیونکہ ۱۹۶۵ء کی جنگ سے پہلے سر ظفراللہ خاں کی زیر صدارت ایک ایسا ہی اجلاس منعقد ہوا تھا، جس کے نتیجہ میں پاکستان کو دو خطرناک جنگوں سے دو چار ہو کر ذلیل و خوار ہونا پڑا ہے۔

خدا نہ کرے ——— انہوں نے پھر کوئی ایسا پلان تیار کیا ہو — !

جمال عبدالناصر ایک صدر تھے ـــ مگر

ان کی ساری زندگی ایک معمولی مکان میں گذری • ان کے گھر میں کوئی قیمتی فرنیچر نہ تھا ان کے بچے سکول جانے کے لیے سائیکلوں پر جاتے • اُن کے والد تمام عمر پوسٹ ماسٹر رہے • ان کی بیٹی کو یونیورسٹی میں صرف اس لیے داخلہ نہ مل سکا کہ اس کے نمبر کم تھے • انھوں نے زندگی بھر کوئی نماز قضا نہیں کی • ان کا صاحبزادہ صرف اس لیے روس کی ایک یونیورسٹی میں داخلہ حاصل نہ کر سکا کہ ان کے پاس اس کے مصارف نہ تھے • ان کے پاس پہننے کے لیے چند سوٹ تھے • ان کی بیٹی کی شادی نہایت سادگی سے ہوئی • انھوں نے کبھی صبح تلاوت قرآن مجید کا ناغہ نہیں کیا • وہ ہمیشہ کھلی کار میں سفر کرتے تھے اور دلوں پر حکومت کرتے تھے • انھوں نے زندگی بھر شراب کو ہاتھ نہیں لگایا • وہ مسلسل بائیس گھنٹوں تک کام کرتے رہتے تھے • ان کا کوئی رشتہ دار کسی صنعت میں حصہ دار نہ بن سکا • انھوں نے اپنے ادنٰی ملازم تک سے کبھی ترشروئی سے بات نہیں کی • وہ اکثر و بیشتر محاذ کے اگلے مورچوں پر نظر آتے تھے • وہ اپنی تقریر ہمیشہ خدا تعالٰی کی حمد و ثنا سے شروع کرتے تھے • وہ پہلے مسلمان سربراہ مملکت تھے جس نے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ صلعم کی بجائے پورا درود صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کرنے کا حکم جاری کیا • ان کی اہلیہ طیبہ ناصر گھر کا سارا کام خود کرتی تھیں • ان کے پاس کوئی ذاتی کوٹھی اور کار نہیں تھی۔

زبیر الحسینی، لائلپور

• بھٹو مودودی ملاقات

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو جب سے برسر اقتدار آئے ہیں امیر جماعت اسلامی جناب مودودی صاحب نے ان سے دونوں بار گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں ملاقات کی ہے گذشتہ دنوں کی ملاقات اس لیے زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ اس میں مودودی صاحب نے جناب بھٹو صاحب سے ملاقات کے بارے میں جماعت اسلامی ہی کے ایک رہنما مسٹر گیلانی کی غلط بیانی سے پیدا ہونے والی غلط فہمی دور کرنے کے لیے اپنی پالیسی اور ملاقات کے موضوع گفتگو کی وضاحت کی ہے۔

چنانچہ مودودی صاحب نے اپنے وضاحتی بیان میں فرمایا ہے کہ بھٹو صاحب سے میری ملاقات کو امیر جماعت اسلامی پنجاب اسعد گیلانی صاحب نے غلط انداز میں پیش کیا ہے حالانکہ اس ملاقات میں سندھ اور سرحد کے مسائل کے علاوہ ملک میں بڑھتے ہوئے کمیونزم کی روک تھام کے لیے حکومت سے تعاون کے مسئلہ ـــ پر گفتگو ہوئی اور بھٹو صاحب نے اپنی کئی تقریروں میں اس کا ذکر بھی کیا ہے کہ پاکستان اسلام کے لیے بنا تھا اور اس کے لیے زندہ رہے گا۔ میں نے بھٹو صاحب کو پہلے بھی یقین دلایا تھا اور آج بھی ہے کہ وہ اچھے کاموں میں حکومت کے ساتھ تعاون کرے گی۔

مودودی صاحب کا یہ وضاحتی بیان اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ بھٹو صاحب کے بارے میں مودودی صاحب ان کی جماعت اسلامی اور ان کے حلیف "اسلام پسندوں" کے نظریات بالکل غلط اور ذاتی عناد اور دشمنی پر مبنی تھے۔

ذوالفقار علی بھٹو نے کمیونزم کی بابت آج جن خیالات و نظریات کا اظہار کیا ہے اپنے انتخابی مرحلہ میں بھی انہوں نے یہی بات کہی تھی اور ان کی طرف سے "اسلامی سوشلزم" اسلامی مساوات اور مساوات محمدی کی اصطلاحات کو کمیونزم قرار دیا گیا تھا اور بھٹو کی حمایت کرنے والے علماء کرام حضرت درخواستی مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبیداللہ انور اور دیگر حضرات کو سوشلسٹ اور کمیونسٹ علماء قرار دیکر نہ صرف یہ کہ ان کے خلاف نہایت زہریلا پروپیگنڈہ کیا گیا تھا بلکہ ۱۱۳ علماء کے فتاوٰی کفر کے ذریعے لوگوں کے مذہبی جذبات مشتعل کر کے اُن کی زندگیاں خطرے میں ڈالنے کی بھی ناپاک کوشش کی گئی تھی ـــ !

علماء حق نے اس زمانہ ہی میں اپنی دینی بصیرت اور فراست مومن کے ساتھ معلوم کر لیا تھا کہ بھٹو کا نعرہ اسلام کے خلاف نہیں بلکہ یہ "غریب اور امیر" کے عنوان کی ایک آویزش اور کشمکش ہے یا اصطلاحی غلطی — فرق صرف اتنا ہے کہ علماء حق نے آج سے دو برس پہلے سمجھ لیا تھا اور یہ بات مودودی صاحب کی آج سمجھ میں آئی ہے۔

تاہم مقام مسرت ہے کہ مودودی صاحب نے حالات کی سنگینی کا احساس کر کے کمیونزم کے مقابلہ کے نام پر ہی بھٹو صاحب کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا ہے آگے خواہ وہ درپردہ جمعیتہ علماء اسلام اور وزیر اعلٰی صوبہ سرحد مولانا مفتی محمود کو ڈاؤن کرنے اور انھیں بدنام کرنے کی مذموم کوشش کریں ـــ !

باقی رہی ـــ بھٹو سے ملاقات میں مودودی صاحب کی طرف سے کمیونزم کے خلاف محاذ آرائی کی حقیقت تو اس سلسلہ میں مرکزی وزیر امور عامہ جناب معراج محمد خان نے اپنے اخباری بیان میں وضاحت کر دی ہے کہ ایسا کوئی قائم نہیں کیا گیا ہے۔ گویا مودودی صاحب نے سندھ اور سرحد کے معاملات میں اپنے جس "کردار" کی پیشکش کی ہے وہ درحقیقت کچھ اور ہے جو یقیناً چند روز تک سامنے آجائے گی۔

مودودی صاحب اور ان کی پوری جماعت علماء حق اور اسلام کے صحیح عقاید و نظریات کے خلاف خواہ کوئی محاذ قائم کر لیں اور جو چاہیں، سازش تیار کر لیں اللہ تعالٰی اپنے دین اسلام کی ضرور حفاظت فرمائیں گے اور کفر و باطل کے نظریات کو اسلام کے پاکیزہ نام کے پردہ ہرگز کامیاب نہ ہونے دیں گے۔

اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَہُوْقًاہ

• فری میسنوں کی خفیہ سرگرمیاں اور قیوم خاں

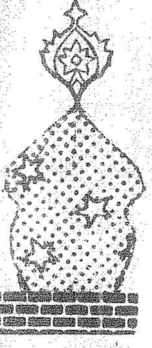
سرحد سے قومی اسمبلی کے رکن مولانا عبدالحق صاحب (اکوڑہ خٹک) نے قومی اسمبلی میں وقفہ سوالات کے دوران حکومت سے دریافت کیا تھا کیا یہ حقیقت نہیں کہ فری میسن یہودی تحریک ہے۔ اور پاکستان دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہے۔

مولانا عبدالحق صاحب کے استفسار کے جواب میں پاکستان کے مرکزی وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خاں نے کہا ہے کہ حکومت کو فری میسنوں کی ایسی سرگرمیوں کا کوئی علم نہیں ہے تاہم حکومت۔ اُن کی ملک دشمن سرگرمیوں کے خلاف مناسب کارروائی کرے گی۔

وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خاں کو صوبہ سرحد کی سیاسی چپقلش اور اس سلسلہ میں اپنی سرگرمیوں اور حزب اختلاف کے رہنماؤں اور کارکنوں کی گرفتاریوں کے وارنٹوں پر دستخطوں اور ضروری ہدایات جاری کرنے سے فرصت ملے تو وہ یہودی تحریک فری میسنوں کی پر اسرار سرگرمیوں کی طرف متوجہ ہوں۔

ان کی نگاہ میں آج کل سب سے بڑا مسئلہ جس پر پاکستان کی سالمیت اور اس کے قیام و بقا کا دارومدار ہے وہ سرحد سے ایک عالم دین اور اسلامی قوانین کا نفاذ کرنے والے اور مستحسن قدم اٹھا کر پورے ملک

(باقی صفحہ ۸ پر)



جدید مسائل — مفروضات کا سہارا

تحریر: مجاہد الحسینی

مودودی صاحب کی یہ عادتِ مستمرہ ہے کہ وہ اسلاف کے طریقِ کار سے ہٹ کر اکثر مسائل میں مفروضات کا سہارا لیتے رہتے ہیں۔ اور جس مسئلہ کی بابت عام علماء کرام، دینی مفکرین اور دانشوروں کی فقہی تحقیقات کی مخالفت مقصود ہو تو اس کے لئے پہلے ایک جعلی اور فرضی مسئلہ کھڑا کیا جاتا ہے اور پھر اس کا عجیب و غریب جواب دیکر اپنی علمی برتری اور بزعم خود جدید ترین فقہی معلومات میں فوقیت اور بالادستی کا تاثر قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ وہ اسلام کی غلط تفسیر کی ایک بھونڈی سی جسارت ہوا کرتی ہے۔

مودودی صاحب کی تصنیف رسائل و مسائل کا بیشتر حصہ انہی باتوں پر مشتمل ہے۔ بہر نوع یہاں مقصود مودودی صاحب کی تمام تصانیف کا تجزیہ نہیں بلکہ جڑواں بہنوں کے نکاح کی بابت ان کے غیر اسلامی فیصلے کا جائزہ ہے۔ اس لئے صورتِ مسئولہ پر ہی بحث محدود رکھی جا رہی ہے۔ جڑواں بہنوں کے بارے میں مودودی صاحب نے جتنے اشکال اور مفروضے پیش کئے ہیں۔ ان پر کچھ مزید اعتراضات بھی وارد ہو سکتے ہیں اور وہ یہ کہ

۱۔ بقول مودودی صاحب اگر جڑواں بہنیں آپریشن کے ذریعے الگ بھی نہیں کی جا سکتیں اور ان کی خواہشات یکساں ہیں۔ اس لئے انہیں ایک ہی مرد کے نکاح میں دیا جائے گا۔ تو لمحہ بھر کے لئے فرض کیجئے —— نکاح کے مرحلہ میں ان دونوں بہنوں کی خواہشات یکساں ہیں اور ایک ہی مرد کے نکاح میں آجانے کے چند ماہ بعد ان میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور ان کی خواہشات یکسر تبدیل ہو جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک تو اسی مرد کے نکاح میں رہنے کی خواہشمند ہے۔ اور دوسری ایک ساعت کے لئے بھی اس کے عقد میں رہنے کو تیار نہیں۔

ایسی صورت میں خلع اور علیحدگی کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے صرف ایک کو طلاق دینے سے دوسری پر خواہ مخواہ ظلم کیوں روا رکھا جائے گا۔ جبکہ وہ اس مرد سے علیحدگی کو کسی قیمت برداشت نہیں کر سکتی۔ کیا بلاوجہ اس کی علیحدگی ایک ظلم تصور نہ ہوگا؟

۲۔ فرض کیجئے —— جڑواں پیدا ہونے والے بچوں میں سے ایک لڑکی ہے اور دوسرا لڑکا۔ دونوں اسی حالت میں جوان ہو جاتے ہیں۔ اور دونوں ازدواجی تعلقات استوار کرنے کے لئے اضطراب کا اظہار کرتے ہیں۔ مودودی صاحب کا فتویٰ ان کے بارے میں کیا ہے؟

۳۔ فرض کیجئے —— جڑواں پیدا ہونے والے دونوں لڑکے ہیں۔ اور آپریشن کے ذریعہ انہیں الگ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور دونوں بھائیوں کی حیثیت وہی ہے جن کی بابت مودودی صاحب نے اپنی تحریر میں تذکرہ کیا ہے — ایسے جڑواں بھائیوں کو ہمیشہ نکاح سے محروم بھی نہیں رکھا جا سکتا۔ کیا ایسے دونوں بھائیوں کے لئے ایک ہی دلہن لائی جائے گی یا دو —— علیٰ ھذا القیاس۔

غرضیکہ خواہ مخواہ کے مفروضے قائم کرکے فرضی مسئلے کھڑے کرنے کا نام ہی اگر تجدید و احیاءِ دین ہے تو اس طرح کے بیشمار مفروضے قائم کرکے کاغذ سیاہ کئے جا سکتے ہیں

اصل سوال یہ ہے کہ ان مفروضوں سے امّتِ اسلامیہ کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ اور پھر اس قسم کے جعلی اور ناممکن الوقوع مسائل کی خاطر قرآن کریم کے واضح احکام اور نصِ قطعی میں تغیر و تبدل کرنے اور چودہ سو سال سے ایک متعیّن مفہوم میں تبدیلی کی ضرورت ہی کیا ہے؟

کیا بہاولپور کی ان جڑواں بہنوں کی منت سماجت کرکے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دیکھو! بچیو! خدا تعالیٰ کی قدرت سے ہی تم اس طرح جڑواں پیدا ہو گئی ہو۔ اب تمہارا اصل مسئلہ زندہ رہنے اور تمہاری صحت کا ہے۔

تمہاری ذات پوری دنیا کے لئے ایک عجوبہ ہے۔ دنیا میں بیشتر مرد اور عورتیں ایسی ہیں جو صحت مند اور تندرست و توانا ہونے کے باوجود یا تو اپنے معاشی حالات کے باعث ہمیشہ تجرد کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتی ہیں اور وہ ہمیشہ ہی نکاح سے محروم رہ کر داعی اجل کو لبیک کہہ جاتی ہیں۔ اور کتنی ایسی بھی ہیں جو خود ہی تجرد کی زندگی کا فیصلہ کر لیتی ہیں۔ ان کے مقابلہ میں تمہارا تو مسئلہ ہی بڑا نازک ہے اور قرآن کریم کا یہ فیصلہ ہے کہ دو بہنیں ایک مرد کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں —— اب تمہاری خاطر قرآن کے احکام تو ہرگز تبدیل نہیں کئے جا سکتے ——

مودودی صاحب نے ایک فرضی سوال کا سیدھا سادہ جواب دینے کے بجائے تاویلات کا ایک پہاڑ کھڑا کر دیا۔ اور جب تک قرآنی احکام کی نئی تشریح اور تفسیر کرکے واضح حکم کا (نعوذ باللہ) حلیہ نہیں بگاڑ دیا اس وقت تک انہیں چین نہیں آیا۔

نیز اس سلسلے کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ جن دنوں بہاولپور کی مبینہ جڑواں بہنوں کے نکاح کی خاطر مودودی صاحب نے قرآنی فیصلہ تبدیل کرنے کی جسارت کی ان دنوں خیر سے آپ جیل خانے میں محبوس تھے۔ اور مذکورہ بالا ترجمان القرآن کے ابتدائی نوٹ کے مطابق یہ بھی ایک مفروضہ قائم کیا گیا کہ کسی ملاقاتی کے ذریعہ اس سوال کا ضرور جواب دیا جائے۔ مودودی صاحب جب قید خانے میں بند تھے تو ایسی حالت میں یہ کہکر بھی دامن چھڑا سکتے تھے کہ رہائی کے بعد دیکھا جائے گا۔ اور مبینہ سائل کی اگر بہاولپور کے مقامی علماء کے جواب اور ان کے فتاویٰ سے تشفی نہیں ہوتی تھی تو کم از کم ملک کے دیگر جلیل القدر علماء ہی سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا جاتا۔ کیا شیخ الحدیث مولانا محمد چراغ صاحب، مولانا مفتی سیاح الدین صاحب اور جماعت اسلامی کے دوسرے حلیف اسلام پسند علماء اتنا بھی علم نہیں رکھتے ہیں کہ ملتِ اسلامیہ کو درپیش ایک ایسے مسئلہ کے بارے میں اسلامی احکام بتا دیں — جس کی خاطر مودودی صاحب قرآنی فیصلہ اور خدائی حکم تبدیل کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

اگر ان علماء کرام کا دامن ایسی فقہی معلومات سے خالی ہے تو جماعت اسلامی سے باہر کے حلقوں کی جانب رجوع کا مشورہ دیدیا جاتا —— آخر اس ملک میں شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوری، شیخ التفسیر مولانا شمس الحق افغانی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا خیر محمد جالندھری، مفتی جمیل احمد تھانوی اور دیگر حضرات بھی تو موجود تھے۔

اور اگر دوسرے علماء سے رابطے کا مشورہ مودودی صاحب کی کسرِ شان کے مترادف تھا، تو کم از کم مودودی صاحب اس مسئلہ کا جواب اپنی رہائی تک یہ کہکر ملتوی رکھتے کہ رہائی کے بعد ان جڑواں بہنوں کا خود مشاہدہ کرکے جواب دے سکوں گا۔ یا دیگر اسلامی ممالک کے علماء سے رجوع کرکے فیصلہ دے سکوں گا —!

اور سب سے آخر وہ اپنی مجلس شوریٰ سے ہی اس کا فیصلہ کرا لیتے، آخر وہ کس بات کی تنخواہ وصول کرتی ہے۔ کیا وہ مجلس شوریٰ صرف مس فاطمہ جناح کے الیکشن کے جواز ہی کا فتویٰ دینے کیلئے مامور تھی۔

اس اہم مسئلہ کے لئے اپنی شوریٰ کے اصحابِ فکر و نظر "اربابِ حل و عقد" اور "اہل الرائے" سے مشاورت کیوں نہ ضروری سمجھی گئی۔ اور قرآنی احکام اور نصِ قطعی میں تحریف کے لئے مستعدی کا افسوسناک مظاہرہ اور شرمناک جسارت کیوں کی گئی۔ (جاری)

جمال عبدالناصرؒ

عمر بھر اسلام اور ملّتِ اسلامیہ کے لیے سرگرم عمل رہے

قاضی محمد اشرف

آج سے دو سال قبل یعنی ۲۹ ستمبر ۱۹۷۰ء کا دن مسلمانوں کے لیے ایک دردناک اور غمناک دن تھا۔

جب عالم عرب کے عظیم فرزند اور دنیائے اسلام کے بطلِ جلیل السیّد الحافظ جمال عبدالناصرؒ اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔

بڑی شخصیتوں کے متعلق ہم ہمیشہ ان کے حالاتِ زندگی کتابوں، اخبارات اور رسالوں میں پڑھتے رہتے ہیں۔ دراصل ایسی بزرگ ہستیوں کا ذکر کرنا اور رسالوں میں لکھنا ان کی زندگی کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے ایک قدم ہے

تاکہ ہماری آئندہ نسل ان شخصیتوں کے حالاتِ زندگی پڑھ کر ان کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا عزم کر سکے۔ کون نہیں جانتا کہ سید جمال عبدالناصرؒ کا اوّلین مقصد اس دنیا سے مسلمانوں کے ازلی اور بدترین دشمن یعنی یہود و نصاریٰ کے اثرات ختم کرنا تھا جو آج سامراج کے نام سے معروف ہیں۔ پاکستان میں سامراجیت کا پرچار کرنے والوں اور مودودی جماعت نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ جمال عبدالناصرؒ سوشلسٹ ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کے عظیم رہنماؤں کو پھانسی دے دی ہے لیکن مندرجہ ذیل واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جمال عبدالناصر کیسی عظیم شخصیت تھے اور ان کے خلاف اب تک کیے جانے والے پروپیگنڈہ میں کہاں تک صداقت ہے۔

صدر ناصر نہ صرف خود قرآن مجید کے حافظ و قاری تھے بلکہ انہوں نے قرآنی تعلیم کی توسیع و اشاعت کے لیے خاص اہتمام کیا (یہ الفاظ برصغیر ہند و پاکستان کی سب سے بڑی اور قدیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے مہتمم شیخ الاسلام حضرت مولانا حافظ و قاری محمد طیّب مدظلہ العالی نے دارالعلوم کے ماہانہ مجلّہ میں تحریر کیے ہیں) ان کا کہنا ہے کہ صدر جمال عبدالناصرؒ نجی زندگی میں پاکباز اور دین کے متبع مسلمان ہیں۔ پنجگانہ نماز ہمیشہ مسجد میں ادا کرتے ہیں اور مسجد میں جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جایا کرتے ہیں۔ کوئی جگہ ان کے لیے مخصوص و مقرر نہیں۔

عظیم کارنامہ یہود و نصاریٰ کا اسلام اور مسلمانوں سے بغض و عناد کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں لگے ہوئے چرکے ہر دم تازہ رہتے ہیں اس لیے وہ مسلمانوں کی دلآزاری کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ امریکہ و برطانیہ تو اپنے رسالوں میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے بارے میں بے بنیاد مواد اور ان کی تصویریں چھاپ کر مسلمانوں کے دل چھلنی کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسکین پہنچاتے ہیں۔ تقریباً چھ سات برس قبل اسرائیل نے ایک نہایت ذلیل و مکروہ جسارت کا ارتکاب کیا یعنی جس طرح انہوں نے خود اپنی کتابوں انجیل اور توراۃ میں تحریف کو وطیرہ بنا رکھا ہے۔ اسی طرح انہوں نے قرآن مجید میں بھی تحریف کی اور افریقی ممالک میں قرآن مجید کے محرف نسخے کافی تعداد میں بھجوائے۔ ناصر حکومت کو جب اس سازش کا علم ہوا تو سرکاری خزانے سے اسرائیل کے طبع شدہ نسخے تمام خرید کر دریا بُرد کر دیے اور خود سرکاری خرچ پر قرآن مجید لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر تمام عرب و افریشائی ممالک میں تقسیم کروائے۔ اس کے علاوہ امریکہ اور دوسرے ممالک کے لیے مبلغ بھیجے جو اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دیتے تھے۔ چنانچہ ان کی کوششوں سے افریقی ممالک میں اسلام کی ترویج بڑے زوروں پر ہوئی۔ کاش اگر اسرائیل عرب جنگ نے انہیں الجھا نہ لیا ہوتا تو براعظم افریقہ کا ایک بڑا حصہ حلقہ بگوش اسلام ہو چکا ہوتا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک ریڈیو سٹیشن (صوت الاسلام) کے نام سے قائم کیا تھا۔ جہاں سے سولہ گھنٹے صبح و شام کلام پاک کی تلاوت جاری رہتی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر خداوند تعالےٰ کے ہاں سید جمال عبدالناصر کا یہ عظیم کارنامہ قبول ہو جائے تو یہی ان کی بخشش کے لیے کافی ہے۔

پاکستان میں بہت لوگ مساواتِ محمدی کے دعویدار ہیں لیکن یہ لوگ عملاً بہت پیچھے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا کہ صدر ناصر مساواتِ محمدی کے سچّے پیروکار تھے۔ یہ مشہور واقعہ ہے کہ صدر ناصر کا بیٹا ہمیشہ سکول سائیکل پر جایا کرتا تھا۔ اور ان کی بیٹی نے ایک کالج میں داخلہ کے لیے درخواست دی داخلہ وہاں پر قابلیت کی بنا پر ہوتا تھا چنانچہ اس کے نمبر مطلوبہ معیار سے کم نکلے اور داخلہ نہ ملا۔ اگر ہمارے پاکستان میں ایسا واقعہ رونما ہوتا تو میرے خیال میں قیامت ٹوٹ پڑتی اور کالج کے پرنسپل سے نامعلوم کیا سلوک ہوتا۔ لیکن صدر ناصر نے بجائے ناراض ہونے کے کالج کے سربراہ کو داخلہ نہ دینے پر مبارکباد دی اور ملازمت میں مزید توسیع کر دی۔

★

تعارف

تبلیغی مرکز ◎ رائے ونڈ

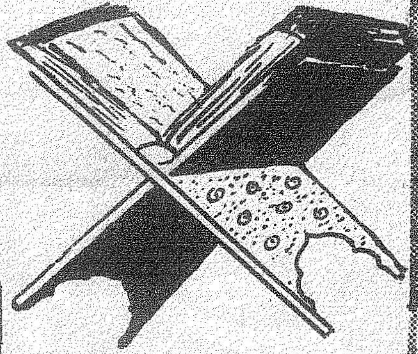
تحریر: حافظ نور محمد انور

ایک تأثر ◎ ایک تعارف

حضرت مولانا محمد الیاسؒ، حضرت مولانا محمد یوسفؒ اور حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ تینوں حضرات بلند پایہ عالمِ دین، متقی، پرہیزگار اور عابد و زاہد تھے آپ ہی کی مساعیٔ جمیلہ سے تبلیغی جماعت کا وجود عمل میں آیا۔ ان تینوں حضرات میں سے مولانا محمد الیاسؒ اور مولانا محمد یوسفؒ تو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہٗ ابھی حیات ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ ان سے زیادہ سے زیادہ دینِ حق کی خدمت لے۔ اور تا دیر انہیں سلامت رکھے۔

تقسیم ملک سے قبل تبلیغ کا مرکز دہلی تھا۔ تقسیم کے بعد سرزمینِ رائے ونڈ کو تبلیغی مرکز بننے کا شرف حاصل ہوا اور لاہور میں جامع مسجد بلال پارک کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ رائے ونڈ میں سال کے بارہ مہینے جماعتوں کی تشکیل ہوتی رہتی ہے اور اپنے اخراجات پر اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک جا کر تبلیغِ دین کا فریضہ انجام

(باقی صفحہ ۸ پر)



مجلسِ ذکر میں

۷ر ستمبر ۱۹۷۲ء

رپورٹ: عبدالرشید انصاری

ذکرِ الٰہی

• سرمایۂ حیات
• سکونِ قلب
• توشۂ آخرت

اللہ کو یاد کرنیوالے ظلم و جبروت سے کبھی مرعوب نہیں ہوتے

جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کا خطاب

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ط اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝۲۸ (الرعد)

وہ لوگ جو ایمان لاتے اور اُن کے دلوں کو اللہ کی یاد سے تسکین ہوتی ہے۔ خبردار! اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔

مسلمان کی زندگی میں آخرت کا توشہ اور آخرت میں کام آنے والی اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کا ذکر ہے اس کے بغیر زندگی ایک جنگل بیابان ہے جہاں جھاڑیوں اور بلوں میں سانپ اور بچھو پلتے اور رہتے ہیں۔

جس دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور یاد نہ ہو وہاں غیروں کی محبت، غیروں کا خوف اور اللہ کے سوا دوسروں کی یادیں جنم لیتی ہیں اور پھر آنکھوں کے آنسو جو صرف خدائے رحیم و قدیر کی یاد میں بہنے چاہئیں دوسروں کا مال ہو جائیں گے۔ زبان جو خدائے رحمٰن کی حمد و توصیف میں زمزمہ پیرا رہنی چاہیئے دوسروں کے گیت گائے گی اور باوقار و کشادہ پیشانی جو صرف رب العٰلمین کی چوکھٹ پر جھکنی چاہیئے غیر کے دروازوں پر ٹھوکریں کھائے گی ان ذلتوں اور خواریوں سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ انسان کے پہلو میں بڑی حفاظت اور حکمت کے ساتھ جس خالق کائنات نے دل دیا ہے اس کی یاد سے دل کو آباد کیا جائے۔

مومنین کی شان ہی یہ ہے کہ ان کے دلوں میں یادِ الٰہی ڈیرے جما لیتی ہے اور کسی غیر کی محبت کو کبھی وہاں جھانک کر دیکھنے کا بھی موقع نہیں ملتا ایسے مقدس اور اولی العزم لوگ راہِ حق میں پیش آنے والے تمام حوادث و مصائب کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ تنگیوں اور عسرتوں کو بطیب خاطر قبول کر لیتے ہیں اس راہ کے بڑے سے بڑے امتحان اور مشکل سے مشکل تر آزمائش میں بے خوف و خطر کود جاتے ہیں۔ انہیں جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند کیا جائے یا تختہ دار پر لٹکایا جائے۔ واقعات شاہد ہیں ان کے عزم و یقین کامل میں کبھی تغیر واقع نہ ہوا۔

تصدیق کے لیے کسی کو اگر ثبوت اور دلیل کی ضرورت ہو تو ساہیوال اور میانوالی، ملتان اور دہلی، لدھیانہ اور جبلپور کی جیلوں سے جزائر انڈیمان و مالٹا سے پوچھ لے کہ کیا کبھی ہندوستان کے مذہبی دیوانوں کا بھی ادھر سے گذر ہوا ہے؟ اور نہیں تو لاہور کے گلی کوچوں سے دریافت کر لے کہ کیا تم نے عاشقانِ خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے چھلنی ہوتے اور ان کا خون بہتے دیکھا ہے؟ اور کیا ان میں سے کسی نے سنگینوں بندوقوں، ہتھکڑیوں اور بیڑیوں سے خوفزدہ ہو کر اعلائے کلمۃ الحق سے پہلو تہی تو نہیں کی تھی ——؟

قرآن پاک نے ایمان والوں کا حال یہ بیان کیا کہ جو لوگ ایمان لائے ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے تسکین حاصل ہوتی ہے اور ساتھ ہی قرآن حکیم نے دنیا بھر کو قیامت کے لیے چیلنج کیا کہ مادی طور پر تم کتنی ترقی کیوں نہ حاصل کر لو اور تمام درپیش معاملات کا حل تلاش کرنے میں پوری طرح کامیاب ہو جاؤ لیکن اللہ کی یاد اور اللہ کے ذکر کے سوا دلوں کی بے قراریاں کسی چیز سے ختم نہیں ہو سکتیں۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

خبردار! اللہ کی یاد سے ہی دل اطمینان اور تسکین پاتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ۔

دولت، حکومت، منصب، جاگیر یا فرمائشی نشانات کا دیکھ لینا کوئی چیز انسان کو حقیقی سکون و اطمینان سے ہم آغوش نہیں کر سکتی صرف یادِ الٰہی سے جو تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے وہی ہے جو دلوں کے اضطراب و وحشت کو دور کر سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کا طریقہ صرف زبان سے اللہ اللہ کرنا نہیں ہے بلکہ ہر عبادت اور ہر نیک کام اللہ کو یاد کرنا ہے۔ مظلوم کی حمایت کرنا، ظلم کے خاتمے کی کوشش کرنا، مخلوق خدا کی خدمت کرنا، شریعت کے کسی حکم پر عمل کرنا، افرادی قوت اور دولت و اقتدار کے بل بوتے پر اسلام اور اہل اسلام کے اٹھنے والے فتنوں کا استیصال کرنا کسی اسلامی حکومت کے نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کے لیے اس کے قوانین اور ضابطوں پر عمل کرنا غرضیکہ ہر وہ کام جو رضائے الٰہی کے لیے احکام الٰہی کے مطابق انجام دیا جائے یادِ الٰہی کی فہرست میں آتا ہے۔ ارشادات نبوی سے یہ بات ثابت ہے کہ جب تک کوئی مسلمان کسی نیک کام میں مشغول رہتا ہے وہ درحقیقت اتنی دیر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ کی تشریح میں فرمایا ہے۔

ایمان والوں کو اس قرآن حکیم سے اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے۔

اور حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلاً لکھا ہے کہ۔

خدا کی طرف رجوع ہونے والوں کا بیان ہوا یعنی ان کو دولت ایمان نصیب ہوتی ہے اور ذکر اللہ (خدا کی یاد) سے چین اور اطمینان حاصل کرتے ہیں کیونکہ سب سے بڑا ذکر تو قرآن ہے

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔

جسے پڑھ کر ان کے دلوں میں یقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ شبہات اور وساوس شیطانیہ دور ہو کر سکون و اطمینان میسر آتا ہے۔ ایک طرف خدا تعالیٰ کی عظمت دلوں میں خوف و خشیت پیدا کرتی ہے اور دوسری طرف الاحد و رحمت و مغفرت کا ذکر قلبی سکون و راحت کے سامان بہم پہنچاتا ہے۔ غرض ان کا دل ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کی طرف ہو جاتا ہے اور ذکر اللہ کا نور ان کے قلوب سے ہر طرح کی دنیوی وحشت اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔

ایسا شخص جو ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز اور ہر فرد کا خیال دل سے نکال کر وہ نفس اور شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ شیطان ایسے ذاکر کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے بھی تو خود نقصان اٹھاتا ہے۔

مقامِ شکر

اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنی یاد اور اپنے پاکیزہ نام کے ذکر کی توفیق عطا فرمائی ہے وہ لوگ جو دولت میں کھیلتے ہیں ہر قسم کے وسائل آرام و راحت انہیں حاصل ہیں، لیکن مسجد میں آنے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں جھکنے کی توفیق سے محروم ہیں آپ ان سے ہزار درجے بہتر ہیں ان لوگوں کی لمبی لمبی کاریں اور بڑی بڑی کوٹھیاں دیکھ کر دھوکہ نہ کھاؤ یہ لوگ یقین اور سکونِ قلب کی دولت سے محروم ہیں اور ایسے فکری اور ذہنی اطمینان کے سانس کو ترستے ہیں۔

ایک دفعہ کلکتے کے ایک تاجر نے اعلان کیا تھا کہ کوئی شخص مجھے اگر ایک گھنٹے کے لیے نیند لا دے تو میں اسے منہ مانگی دولت دوں گا۔ یہ مال حرام کا اثر ہے۔ اللہ اور رسول، اور اللہ کی مخلوق کے حقوق ادا نہ کرنا۔ دنیا و آخرت دونوں میں اضطراب و پشیمانی کا موجب بن جاتا ہے۔ اس لیے مشتبہ اور حرام خوراک و لباس کے استعمال سے پرہیز کرنا ذاکرین کے لیے اشد ضروری ہے۔

غلط ساقیوں سے اجتناب

اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی سے بچنے کے لیے مشتبہ اور حرام مال

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بقیہ :- تبلیغی مرکز

دیتی ہیں۔ یہ جماعت دیگر تمام اختلافی اور فروعی مسائل سے ہٹ کر صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ، حقوق والدین اور دین پر محنت کی تلقین کرتی ہے اور ملک کے کونے کونے میں جا کر تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتی ہے۔

بین الاقوامی اجتماع ہر سال کبھی ستمبر اور کبھی اکتوبر کے مہینے میں رائے ونڈ میں بین الاقوامی سالانہ اجتماع ہوتا ہے لاکھوں کی تعداد میں دینی اور تبلیغی ذوق رکھنے والے حضرات اس مبارک اجتماع میں اندرون ملک اور بیرون ملک سے آکر شرکت کرتے ہیں۔ جگہ جگہ دینی کتابوں کے سٹال لگے ہوتے ہیں۔ اور اتنی مخلوق امڈ آتی ہے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی۔ اس سہ روزہ اجتماع کے بعد جماعتوں کی تشکیل ہوتی ہے اور جماعتیں ملک کے کونے کونے میں روانہ ہو جاتی ہیں۔ اتنے بڑے اجتماع میں پولیس اور دیگر ضروری انتظامات حکومت کی طرف سے بالکل نہیں ہوتے، اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ اس اجتماع میں کسی قسم کی کوئی سیاسی اور اختلافی تقریریں ہوتی ہی نہیں۔

جہاں ان تینوں حضرات نے تقاریر کے ذریعے تبلیغ دین کا کام شروع کیا وہاں تحریر کے ذریعے بھی اس سلسلۂ خیر کو جاری و ساری رکھا۔ بے بہا کتابیں تبلیغ دین پر تصنیف کیں اور ان کے چھاپنے کی ناشرین کو عام اجازت مرحمت فرمائی۔ ان کتابوں کی نشر و اشاعت کی زیادہ سے زیادہ تاکید و تلقین فرمائی۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آج سے سات آٹھ سال قبل رائے ونڈ میں صرف ایک ہی کتب خانہ تھا۔ اب ماشاء اللہ پانچ چھ کتب خانے ہو گئے ہیں۔

بقیہ :- شذرات

کی ہمدردیاں حاصل کرنے والے مفتی محمود صاحب کی حکومت کا تختہ الٹنے کی خدمت ہے۔ خان عبدالقیوم صاحب جب تک یہ مقدس فریضہ انجام نہیں دے لیتے اس وقت تک فری میسنوں اور یہودیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لینے کی فرصت کیونکر ملے ———؟

مدرسہ محمدیہ علی پور چٹھہ کا سالانہ جلسہ

مولانا محمد اقبال نعمانی کی اطلاع کے مطابق مدرسہ محمدیہ علی پور چٹھہ کا سالانہ جلسہ ۴، ۵، ۶ اکتوبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مولانا غلام غوث ہزاروی مولانا ضیاء القاسمی اور دیگر علماء کرام خطاب فرمائیں گے

3103

جمال عبد الناصر

مولانا وارث کامل مرحوم

آئینہ دار کمال و مجمعِ خوبی گیا
عصرِ حاضر کا صلاح الدین ایوبی گیا

وہ کہ جس نے توڑ ڈالا تھا طلسمِ سامری
جس کی ہیبت سے لرزتے تھے تبانِ آذری

جس نے الٹی تھی بساطِ سطوتِ شاہنشہی
عام کی جس نے متاعِ عظمتِ خود آگہی

مصر کے اہلِ عزیمت ہیں ترے احسان مند
تو نے طے کی منزلِ منصوبۂ اسوان بند

سامراجی طاقتوں سے تو رہا گرمِ ستیز
حل کیا ہے تو نے ناصر! عقدۂ نہرِ سویز

اے زعیمِ خود شناس اے قائدِ عالی نظر
تیری جرأت نے کیا طاغوت کو زیر و زبر

مکتوب پشاور

تحریر: مولانا اشرف علی قریشی — ایڈیٹر صدائے اسلام پشاور

محکمہ اوقاف سرحد کو شرعی ضوابط کے مطابق بنانے کا عزم

"پاکستان کے استحکام کا دارومدار اسلامی آئین کے نفاذ پر ہے۔"

وزیر اوقاف سرحد مولانا عبدالباقی سے ایک ملاقات

سرحد کے نامور عالمِ دین مولانا محمد یوسف قریشی خطیب جامع مسجد مہابت خان پشاور کے بھائی مولانا اشرف علی ایڈیٹر صدائے اسلام پشاور سلجھے ہوئے عالم دین اور نوجوان دینی رہنما ہیں۔ انہوں نے صوبہ سرحد کے ممتاز عالم دین اور مقبول و ہردلعزیز قومی رہنما مولانا عبدالباقی صاحب وزیر اوقاف حکومت سرحد سے ایک ملاقات میں اوقاف کی تنظیم نو، ملکی استحکام اور ملت اسلامیہ کی سرفرازی و سربلندی کی عملی صورتوں کے بارے میں تاثرات اور تجاویز معلوم کرنے کا فیصلہ کیا۔

چنانچہ وزیر اوقاف سرحد مولانا عبدالباقی صاحب نے اپنے ایک انٹرویو میں جن خیالات و عزائم کا اظہار کیا۔ خدام الدین کے قارئین کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ ان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ علماء کرام اور دینی حلقوں کے افراد اگر بر سر اقتدار آ جائیں تو ان کا اندازِ فکر کیا ہوتا ہے اور وہ اسلام کے فروغ، ملتِ اسلامیہ کی سربلندی اور ملکی سالمیت و استحکام کے لیے کتنے پاکیزہ خیالات و عزائم رکھتے ہیں اور کتنے اچھے اقدامات ان کے پیش نگاہ ہوتے ہیں۔ (ادارہ)

صوبہ سرحد کے باغیرت و حمیت عوام نے گذشتہ انتخابات کے موقع پر جب دینی حلقوں کے رہنماؤں اور اس علاقہ کے جلیل القدر علماء کرام کو ووٹوں کے ذریعے کامیابیوں سے ہمکنار کیا۔ تو علماء اسلام کی ایک معقول تعداد قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستوں پر فائز ہو گئی۔

چنانچہ پاکستان کے نمایاں عالم دین اور نامور دینی رہنما مولانا مفتی محمود سرحد کے وزیر اعلیٰ منتخب ہو گئے۔ آپ نے اپنی کابینہ میں علماء کرام کو بھی نمائندگی دی۔ جس کے باعث مولانا عبدالباقی کو جو علاقہ سوات سے قومی اسمبلی کے رکن ہیں وزیر اوقاف کی حیثیت سے کابینہ میں شمولیت کا اعزاز بخشا۔

مولانا عبدالباقی صاحب ایک سلجھے ہوئے دینی رہنما اور ایک اچھے سیاستدان ہیں۔ کم گو اور مرنجاں مرنج۔ ان کے خیالات و نظریات اور محکمہ اوقاف کو وسعت و ترقی دینے کے سلسلہ میں ان کے عزائم معلوم کرنے کے لیے میں نے ان سے ملاقات کا پروگرام بنایا۔

ایک روز ٹیلیفون کے ذریعے رابطہ قائم کر کے میں نے مولانا عبدالباقی وزیر اوقاف سے وقتِ ملاقات کا تعین کر لیا۔ اور حسب پروگرام حاضر خدمت ہو گیا۔

ملاقات کے کمرہ میں اگرچہ ملاقاتیوں اور درخواست دہندگان کا ایک جم غفیر موجود تھا وزیر صاحب نے نہایت خوش خلقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوام کے مسائل حل کرتے ہوئے درخواستوں پر فوری احکام صادر فرمائے۔

دیگر ملاقاتیوں سے فارغ ہو کر میری طرف متوجہ ہوئے اور غرض ملاقات معلوم کی۔ میں نے اوقاف کی بابت ضروری معلومات کے لیے چند سوالات کیے۔

س ۔ آپ کی تاریخ پیدائش کیا ہے اور آپ نے ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی۔

ج ۔ میرے سوال کے جواب میں مولانا عبدالباقی صاحب نے فرمایا کہ میں اپریل ۱۹۳۹ء میں چیلاس قریہ نیات گلگت ایجنسی میں پیدا ہوا۔ اور ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا کریم داد صاحب سے حاصل کی جو کہ اپنے علاقہ کے جید عالم دین، صوفی اور ہردلعزیز شخصیت کے مالک ہیں۔

علم دین کے حصول کے لیے دُور دُور سے طلباء سفر کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں والد محترم نے اپنی زندگی اسلام کی تعلیم اور تبلیغ کے لیے وقف کر رکھی ہے۔

میں نے دورۂ حدیث بھی اپنے والد محترم سے ہی مکمل کیا ہے۔

س ۔ آپ نے سیاسی زندگی کا آغاز کب کیا؟

ج ۔ مولانا عبدالباقی وزیر اوقاف نے کہا کہ ۱۹۶۵ء میں بی۔ ڈی کے انتخابی مرحلہ میں مجھے رکن منتخب کیا گیا پھر یونین کونسل نیات کا بلا مقابلہ چیئرمین منتخب ہوا۔ بعد ازاں ڈسٹرکٹ کونسل اور پھر ڈویژنل کونسل کا رکن منتخب ہو کر اپنے علاقہ کے غریب عوام اور مفلوک الحال انسانوں کی خدمت کے لیے کمربستہ ہو گیا۔

س ۔ آپ دینی قومی اور سیاسی خدمات پر بھی کچھ روشنی ڈالیں۔

ج ۔ جہاں تک ملی اور قومی خدمات کا تعلق ہے حقیقت یہ ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اس وقت سے ہی میں اپنے علاقہ میں حتی المقدور سرگرم عمل ہوں۔ غریب عوام کی فلاح و بہبود اور ان کی تعلیمی تہذیبی اور دینی اصلاح ترقی اور ان میں اخوت و محبت اور اتحاد و اتفاق پیدا کرانے کی بھرپور جد و جہد کر رہا ہوں! نیز اپنے علاقہ کی ترقی کے لیے کئی منصوبے منظور کرائے۔ تعلیمی وسعت کے لئے نئے سکولوں اور تعلیم گاہوں کا اجراء، آب پاشی کے ایک وسیع منصوبے کی منظوری، اور مختلف مقامات پر ڈسپنسریوں کا قیام وغیرہ کے لیے عملی اقدامات کیے گئے ہیں اور انشاء اللہ اس سلسلہ میں مزید کوششیں جاری رکھوں گا اور پسماندہ اور دور دراز علاقے کے حالات اور وہاں کے لوگوں کی ضروریات کا جائزہ لے کر کئی لاکھ روپے کے مصارف سے موجودہ حکومت کئی منصوبوں پر عمل پیرا ہے اور خدا کے فضل و کرم سے اہل علاقہ کی فلاح و ترقی کے لیے موثر ثابت ہوگا۔

س ۔ آپ جمعیۃ علمائے اسلام میں کب شامل ہوئے۔

ج ۔ میرے اس سوال کے جواب میں وزیر اوقاف سرحد مولانا عبدالباقی نے فرمایا۔ میرے علاقے کے علماء کرام شروع سے ہی جمعیۃ علماء اسلام کی پالیسی اور قومی خدمات سے متاثر اور ان کے ہم خیال ہیں۔ نیز علاقہ کے علماء کرام علمی و قومی وجاہت کے اعتبار سے ممتاز اور معاشی اعتبار سے خوش حال ہیں وہ اچھے سیاسی شعور کے مالک ہیں اور ہمیشہ قومی و ملی کاموں میں خوب دلچسپی لیتے ہیں گذشتہ انتخابات کا جب مرحلہ آیا تو میرے احباب اور عوام نے جمعیۃ علماء اسلام کی نشست سے انتخابات میں حصہ لینے کا مجھے حکم دیا اور خود میرے دل میں یہ جذبہ موجزن تھا کہ خدا کرے کہ اس الیکشن میں علماء کرام کی جماعت موثر طور سے کامیابی حاصل کرے تو اسلامی آئین کے نفاذ اور اسلامی تہذیب و معاشرت قائم کرنے کا سنہرا دور عود کر سکتا ہے اور اسلامی حکومت قائم کرنے کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے

میں نے وزیر موصوف سے چھٹا سوال پوچھا کہ آپ اپنی زندگی میں کس شخصیت سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں ——؟

میرے اس سوال پر قدرے متعجب ہوئے اور کچھ جذباتی سی کیفیات ان پر طاری ہو گئیں پھر پورے انہماک سے گویا ہوئے کہ میں اپنی زندگی میں سب سے زیادہ ایک شخصیت سے متاثر ہوا ہوں اور اسی وجہ سے میں نے ان کے دست مبارک پر بیعت بھی کی ہے اور وہ شخصیت ہے حضرت مولانا غلام نصیر صاحب۔ اس نام سے ہم پہلے متعارف نہیں تھے۔ وزیر موصوف کے اس جذبات اور محبت سے ان کے ذکر پر ہمیں بھی جستجو ہوئی کہ اس شخصیت کے متعلق مزید معلومات حاصل کی جائیں۔ وزیر موصوف بھی اپنے مرشد کے متعلق پورے موڈ میں تھے میں نے مولانا غلام نصیر صاحب کے متعلق دریافت کیا کہ ان کے متعلق مزید کچھ بتائیں۔

فرمایا کہ یہ ہمارے علاقہ ہی کے ہیں۔ اور ایک بہت بڑے عالم دین، صوفی، اور روحانی پیشوا ہیں۔ باہر کے لوگوں کو ان کی شخصیت سے پوری واقفیت نہیں لیکن جو لوگ ان کو جانتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ وہ کتنے بڑے

عالم دین اور صوفی ہیں اور لطف یہ ہے کہ مولانا غلام نصیر صاحب اتنی بڑی عمر کے آدمی بھی نہیں ان کی عمر اس وقت ۴۵ سال ہے ---- لیکن اس عمر میں وہ تقویٰ اور پرہیزگاری کی ایک تصویر ہیں۔ وزیر موصوف نے فرمایا کہ اس عمر میں انہوں نے کئی ایک فارسی اور عربی میں کتابیں بھی لکھی ہیں۔ جن میں ذیل خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ تحائف، دیوان عشق، روح الاعجم، مخمد سرمد وغیرہ

وزیر موصوف نے بتایا کہ مولانا غلام نصیر صاحب فارسی اور عربی کے بڑے اچھے شاعر بھی ہیں۔

وزیر موصوف بیان فرما رہے تھے کہ میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ یا خدا تو نے اس دنیا میں کیسے کیسے گوہر نایاب پیدا کئے ہیں۔ اور پہاڑوں کے دامن اور کوہستان میں کیسی کیسی شخصیات کو چھپا رکھا ہے۔ جن کے متعلق باہر کے لوگوں کو کچھ علم نہیں مجھے حضرت مولانا غلام نصیر صاحب کے یہ حالات سن کر خود ان سے عقیدت پیدا ہوگئی ہے اور اگر ان سے ملاقات کا کوئی موقعہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا تو اس شخصیت کے متعلق پوری تفصیلات سے آگاہ کیا جائے گا۔

وزیر موصوف مولانا عبدالباقی صاحب نے فرمایا کہ مولانا غلام نصیر صاحب سے میں نے چند دینی کتابیں بھی پڑھی ہیں میرے استفسار پر انہوں نے بعض کتابوں اور شرح جامی وغیرہ کا نام بتایا۔

وزیر موصوف نے مولانا غلام نصیر صاحب کے دیوان سے ان کے چند اشعار بھی بیان فرمائے۔ سچ پوچھئے تو وزیر موصوف کی اپنے مرشد سے عقیدت اور ان کے دیوان کے بے شمار اشعار کی یادداشت پر میں بے حد متاثر ہوا۔

چیلاس گلگت ایجنسی میں ایک مرد درویش بیٹھ کر پاکستان کے سابقہ حکمرانوں کی بداعمالیوں اور اسلام کے ساتھ منافقانہ رویہ اختیار کرنے پر کن الفاظ میں نوحہ کناں ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں ؎

کتاب اللہ و دین با چاک چاک است
بتدلیس احادیث انہماک است
جرائم از نجوم آسمان بیش
نمی دانم کرایں پاک چہ پاک است

مسلمانوں کی تاریخ کے سیاہ ترین دن جس روز کہ اسرائیل نے عربوں کو شکست دے کر بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تھا سے متاثر ہو کر مولانا غلام نصیر صاحب نے چند اشعار کہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں ؎

بدست کفر شد بیت المقدس
ترا ایں حال بہ قبرائے مسلمان
خدا گفتہ کہ من با صابراں ہم
دلے کفر است ایں صبر اے مسلمان

س۔ آپ موجودہ ملکی و سیاسی حالات پر کچھ تبصرہ فرمائیں گے۔

ج۔ فرمانے لگے کہ ہماری سب سے اول کوشش یہ ہے کہ صوبہ سرحد کو ایک مثالی صوبہ بنایا جائے تاکہ اس کے اثرات تمام صوبوں پر قائم ہوں اور صوبہ سرحد صرف مادی اعتبار سے نہیں بلکہ روحانی اعتبار سے بھی ایک مثالی صوبہ ہو۔

س۔ آپ سنٹر اور صوبوں کے تعلقات کے بارے میں کچھ فرمائیں گے۔؟

ج۔ میں صرف مرکزی حکومت سے اتنی گذارش کروں گا کہ وہ سرحد کی حکومت کے ساتھ منصفانہ رویہ اختیار کرے اس کی راہ میں مشکلات پیدا کرنے کی بجائے اس کو ملک وملت کی خدمت کرنے کا موقع دے۔

س۔ آپ آئین کمیٹی کے متعلق کچھ فرمائیں گے۔

ج۔ اس ملک کے سابقہ حکمرانوں اور اسلام سے بے اعتنائی کی وجہ سے نصف ملک ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اور اب اس ملک کی بقا کا واحد ذریعہ صرف یہ ہے کہ اسلامی نظام حکومت کو پورے طور پر رائج کیا جائے۔

سرحد و بلوچستان میں جمعیت اور نیشنل عوامی پارٹی کی مشترکہ حکومت قائم ہے ان دونوں پارٹیوں کی کوشش ہے کہ ملک میں اسلامی نظام قائم ہو جائے چنانچہ مفتی محمود صاحب اور ان کے رفقاء آئین کمیٹی کے اجلاسوں میں اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ میں پنجاب اور سندھ کے مسلمانوں سے اپیل کروں گا۔ کہ وہ آئین کمیٹی کے ممبروں کو مجبور کریں۔ کہ وہ کمیٹی میں اسلامی آئین مرتب کرنے کے حق میں اور اس ملک کو مزید تباہی سے بچانے کے لیے اپنے وسائل استعمال کریں۔ اسلامی آئین تب ہی نافذ ہو سکتا ہے کہ پنجاب اور سندھ کے مسلمان اس سلسلہ میں اپنے کردار کو ادا کریں اور اپنے فرائض کا احساس کریں۔

س۔ جمعیت علمائے اسلام کو سرحد میں حکومت ملنے کے بعد جمعیت علماء اسلامی معاشرہ کے قیام میں کس حد تک کامیاب ہوئی ہے۔

ج۔ وزیر موصوف نے جواب میں فرمایا کہ جمعیت نے تھوڑے ہی عرصہ میں خطہ سرحد میں شراب کو ممنوع قرار دے دیا ہے۔ شراب پینا، پلانا، خریدنا، فروخت کرنا، اپنے پاس رکھنا جرم قرار دیا گیا ہے۔ صوبائی سطح پر سود کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ سرکاری دفاتر کو انگریزی تہذیب کی لعنت سے جس سے دیندار افسران خوشحال تھے نجات دی گئی ہے اور دفاتر میں قومی لباس کو رائج کر دیا گیا۔ اس طرح جہیز پر پابندی لگ گئی ہے اسی طرح کئی ایک اقدامات کیے گئے ہیں۔

س۔ کیا جمعیت سرحد میں کچھ مزید اقدامات بھی کرنا چاہتی ہے؟

ج۔ فرمایا کہ ابھی جمعیت اور نیشنل عوامی پارٹی کی حکومت ہر سطح پر بہت کچھ کرنا چاہتی ہے لیکن اس کے لیے ہمیں کچھ وقت درکار ہے سب کچھ ایک وقت میں نہیں ہو سکتا۔ بتدریج اقدامات کیے جائیں گے۔

وقت کافی گذر چکا تھا کہ وزیر موصوف جس محکمہ کے سربراہ ہیں اس کے متعلق ابھی تک کچھ پوچھا نہیں گیا تھا اب میں نے محکمہ کے متعلق چند سوالات پوچھے۔

سوال۔ آپ وزیر اوقاف کی حیثیت سے محکمہ اوقاف کی اصلاح کے لیے کیا اقدامات کرنا چاہتے ہیں؟

ج۔ محکمہ اوقاف کو اس سے قبل بالکل نظر انداز کیا گیا ہے۔ سرحد میں محکمہ اوقاف کے پاس کافی زمینیں ہیں۔ اور جائیداد بھی ہے لیکن اس کی طرف کبھی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی اب اس کی طرف ہم نے خاص توجہ دینی ہے۔ خالی زمینوں پر عمارات تعمیر کرکے اس کو اوقاف کی آمدن کا ذریعہ بنایا جائے گا۔ اوقاف کی جائیداد کے کرایوں میں اضافہ کے متعلق بھی کچھ کارروائی کی جائے گی۔

س۔ کیا آپ اس سلسلہ میں صوبائی حکومت سے امداد طلب کریں گے۔

ج۔ یہ صحیح ہے کہ اس وقت اوقاف کے پاس فنڈ کی کمی ہے اور اگر اس کو کچھ فنڈ مہیا کیا جائے اور اس کو استعمال میں لایا جائے تو محکمہ کی آمدن میں کئی گنا اضافہ ہو سکتا ہے جس میں محکمہ اصلاح معاشرہ اور اسلامی نظام کے قیام کے لیے بہت بہتر کردار ادا کر سکتا ہے میں سرحد حکومت سے محکمہ کی امداد کے لیے کہوں گا۔ بلکہ صوبائی حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ وہ مرکز کو بھی اس پر آمادہ کرے کہ وہ محکمہ اوقاف کو گرانٹ دے۔

س۔ آپ نے وزیر اوقاف کا چارج سنبھالنے کے بعد محکمہ اوقاف سرحد میں کون سی خامیاں محسوس کیں؟

ج۔ گذشتہ ادوار میں محکمہ اوقاف کی جائیداد کی صحیح دیکھ بھال نہیں کی گئی اس کی آمدن کو صحیح مصرف میں استعمال نہیں کیا گیا اس وجہ سے اس محکمہ کے متعلق عوامی تاثر وہ نہیں رہا جو ہونا چاہیئے۔

س۔ اب آپ اس کی کیسے اصلاح کریں گے؟

ج۔ میں نے محکمہ اوقاف کی اصلاح کے لیے صوبائی مشیر اوقاف مولانا حبیب گل صاحب کی زیر نگرانی ایک کمیٹی قائم کر دی ہے جس کے چیئرمین مولانا حبیب گل صاحب ہوں گے۔ اور سیکرٹری اقبال سواتی صاحب، ایڈمنسٹریٹر اوقاف سرحد اور ہر ضلع سے جید علما کو اس کمیٹی کا ممبر بنایا جائے گا۔ اس کمیٹی کی سفارشات موصول ہونے پر مناسب اصلاحات کی جائیں گی۔

س۔ سرحد کے آئمہ وخطباء اوقاف کے درمیان سابقہ حکومت نے تنخواہوں میں جو تفریق قائم کی تھی جس کے خلاف علماء کئی بار احتجاج کر چکے ہیں۔ کیا اس کو آپ ختم کرنے کے حق میں ہیں؟

ج۔ میں اس تفریق کو ضرور ختم کروں گا۔ مجھے وزارت اوقاف سنبھالنے کے بعد یہ معلوم کر کے انتہائی افسوس ہوا ہے کہ سرحد میں سابقہ اوقاف کے حکمرانوں نے بلاوجہ سیاسی و دیگر فرائض کے تحت علماء میں تفریق قائم کرنے کی غلط مثال قائم کی ہے اوقاف کی اصلاح کے لیے جو کمیٹی قائم کی گئی جس کا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے وہ اس پر بھی غور کرے گی۔ علماء کی تنخواہوں کے درمیان یکسانیت پیدا کی جائے البتہ اہم شخصیات اور علمی مراتب کا ضرور لحاظ رکھا جائے گا۔

وقت کافی گذر چکا تھا وزیر موصوف سے رخصت طلب کی۔

وزیر موصوف نے انتہائی تپاک سے الوداع کیا۔

— فی امان اللہ —

حلال و حرام قرآن و سنت کے آئینہ میں

علامہ یوسف جبریل

قدرت نے جانوروں کو تو کچھ ایسی خاص باطنی حس ودیعت فرمادی ہے کہ وہ بغیر تجربہ کیے چیزوں کی باطنی مضرت سے آگاہ ہوجاتے ہیں اور وہ ہر ایسی مضرت رساں چیز سے اجتناب کرتے ہیں جس کا استعمال انھیں تکلیف میں مبتلا کر دینے کی خاصیت رکھتا ہو۔ یہی نہیں بلکہ بعض اوقات اگر کوئی جانور کسی مضرت کا شکار ہو جائے تو دیکھا گیا ہے کہ انھیں بعض ایسی چیزوں کی خاصیت کا علم ہوتا ہے جو اس خاص مضرت کے لیے تریاق کا کام دے سکتی ہیں۔ مثلاً بعض ہرنوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر تیر سے مضروب ہوجائیں۔ تو بعض ایسی چٹانوں سے اپنے زخم رگڑتے ہیں جن سے ایک خاص قسم کا موم خارج ہوتا ہے جو زخموں کے مندمل کرنے میں اکسیر مانا گیا ہے۔ یا بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ سانپ اگر نیولے کو لڑائی کے دوران ڈس لے تو نیولا بھاگ کر ایک ایسی گھاس کو کھاتا ہے جو سانپ کے زہر کے لیے تریاق کی تاثیر رکھتی ہے۔ اور اس طرح تازہ دم ہو کر پھر اکھاڑے میں آجاتا ہے۔ اور سانپ کے ساتھ گتھم گتھا ہوجاتا ہے حتیٰ کہ اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ مگر حضرت انسان کسی ایسی ظاہری یا باطنی حس سے محروم ہے اور اس کا سارا دارومدار اس معاملے میں مشاہدہ اور تجربہ پر ہے۔ انسان کسی زہریلی چیز کی کیفیت اس وقت تک نہیں جان سکتا جب تک کہ وہ اس کا تجربہ نہ کرلے۔ اسی لیے بعض لوگ دوائی کے مغالطے میں زہر کھا لیتے ہیں جس کے نتائج اکثر تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔

● حلال و حرام کا فلسفہ

حلال اور حرام کا فلسفہ بھی مضرت اور مفاد کے اصول پر مبنی ہے لیکن چونکہ ہر چیز اور ہر عمل کے ذہنی، جسمانی، اخلاقی اور روحانی اثرات کے حدود ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح پیوستہ ہوتے ہیں اور باریک سے باریک تر ہوتے ہوئے آخر کار ان باریکیوں میں اس طرح روپوش ہوجاتے ہیں کہ انسانی عقل ان کے کماحقہٗ ادراک و مشاہدہ سے قاصر رہ جاتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے ایسی معاملات میں الہامی ہدایت کا بندوبست کر دیا۔ اور انسانی عقل جن باریک گتھیوں کو سمجھنے اور سلجھانے سے عاجز رہی۔ الہامی ہدایت نے اس کی رہنمائی کا ذمہ لے لیا۔ اور اس طرح ایک نقطۂ نظر پر بہت سے انسانوں کے گروہ کے نظریاتی اجتماع کا بھی امکان پیدا ہوگیا جبکہ الہامی ہدایت کی حاکمیت کے بغیر اتنے انسانوں کا ایک نقطۂ نظر اور ایک مرکز پر جمع ہونا ناممکن ہے۔ اسی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ
الْکَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ

اور اپنی زبان سے یہ جھوٹے الزام نہ لگاؤ کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ لِتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ ؕ کہ اللہ پر جھوٹ باندھو — اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ؕ بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔ (۱۶ - النحل : رکوع ۱۵)

حلال و حرام کی مذہبی تاریخ پر ہم ایک نگاہ ڈالیں تو صاف نظر آتا ہے کہ بعض قوموں نے اپنی اپنی مرضی اور دلی رجحان سے ہی بعض چیزوں کو حلال اور بعض کو حرام کر لیا تھا لیکن جب ہم انسانیت کے آخری مذہب یعنی اسلام پر پہنچتے ہیں تو ہمیں واضح نظر آتا ہے کہ حلال کو ہمیشہ کے لیے حلال اور حرام کو ہمیشہ کے لیے حرام کرکے ان پر مہر ثبت کر دی گئی۔ یہی نہیں — بلکہ مزید برآں ہادیٔ اسلام نے حلال اور حرام کے اصول واضح فرما دیئے اور اس طرح اس خالص الہامی فلسفے کی تفہیم میں آسانی پیدا کر دی۔ تجارت کی حلت اور سود کی حرمت قرآن کا ایک لازوال معرکہ ہے۔ اور اس حلت اور حرمت کی دو لفظی تشریح یعنی الخراج بالضمان (نفع نقصان کی ذمہ داری سے وابستہ ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معرکہ آرا اور محیر العقول منطقی کارنامہ ہے۔ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کس طرح نبی اُمّی فداہ ابی و اُمی نے ان دو لفظوں میں اصول معاشیات کے ایک راز سربستہ کو واشگاف کرکے دنیا کی آنکھیں کھول دیں۔ اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا۔

اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا
عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ
الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ
تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (البقرہ رکوع ۱۸)

تم میں سے ایک رسول بھیجا کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تم کو کتاب اور پختہ علم و حکمت سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تم کو علم نہ تھا — اور —

وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ
الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ
وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ

(الاعراف - ع ۱۹)

اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل یا آپ کے کسی ہمعصر فلسفی کا تو ذکر ہی کیا۔ علم و سائنس کے اس امتیازی دور کے کسی نادرۂ روزگار بلکہ نابغۂ روزگار ماہر اقتصادیات کے دماغ کے بس کی بھی بات نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح "الخراج بالضمان" کے علم کے بغیر اس حقیقت کو جان سکے۔ عوام فقط ایمان کی روشنی میں اس وضاحت کو سمجھتے ہیں اور اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا) کی حقیقت کو مانتے ہیں۔ ورنہ عوام کی دماغی صلاحیت ان باریکیوں کے کماحقہٗ ادراک سے بالعموم قاصر رہتی ہے۔

حلال و حرام کی الہامی ہدایت اگرچہ منجانب اللہ ہوتی ہے تاہم اصول پر مبنی ہوتی ہے اور جسے عقل کی کسوٹی پر پرکھا جاسکتا ہے اس لیے اسلام کی آڑ میں معاشی بے انصافی اور معاشرتی ظلم و ستم اگر اس لیے ناممکن ہے کہ ہر اصول عقل کی کسوٹی پر پرکھا جا سکتا ہے۔ وہ بدنصیب ملک جو اسلام کی فکری حدود سے عاری ہیں ان میں فکری آزادی اور آزادروی کی غلط ہواؤں میں اڑنے والے خیالات صحرائی ٹیلوں کی طرح بنتے بگڑتے اور پھیلتے جاتے ہیں حتےٰ کہ آخر کار یہ پتہ لگانا مشکل ہوجاتا ہے کہ صحرا کہاں تھا اور یہ ٹیلے کہاں ہیں۔ الحق — کہ اسلام نے عقل و دانش کی بنیادوں پر حلال حرام اور اوامر و نواہی کی حدود کا قرار واقعی تعین کرکے انسانیت پر احسان عظیم کیا ہے اور انسانیت کی فکری اور نظری گمراہی کی ہر امکانی صورت کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سدباب کر دیا ہے۔ قرآن حکیم نے خبیث و طیب کی تمیز کا بیڑہ شروع سے ہی اٹھا لیا تھا — جبکہ فرمایا۔

مَا کَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ
عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ
مِنَ الطَّیِّبِ ؕ (۳ — آل عمران) ع ۱۸)

اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو۔ جب تک گندے کو ستھرے سے جدا نہ کر دے — اور فرمایا :—

وَمَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ

(۳ - آل عمران — رکوع ۱۷)

اور جو غبن کرے وہ قیامت کے دن اپنے غبن کے ساتھ نمودار ہوگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ　　(اصحاب سنن)

جس نے کاروبار میں دھوکہ کیا، وہ میرا پیروکار نہیں۔

اور فرمایا :—

تعس عبد الدرهم - تعس عبد الدینار

تعس عبد القطیفه ، تعس وانتکس
واذا شیک فلا انتقش (بخاری)

ہلاک ہو درہم کا پرستار، ہلاک ہو دینار کا بندہ ، مخملی شال کا غلام ہلاک ہو، ہلاک ہو اور منہ کے بل گر پڑے جب اسے کانٹا چبھے تو وہ بھی نکالا نہ جائے۔

(خدایا تیری پناہ)

اور قدرت کا انتقام یہ کہ۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا
فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا (نساء آیت ۲۹-۳۰)

اور جو کوئی اپنی حد سے تجاوز کر کے ظلم کے ساتھ ایسا کرے گا۔ اس کو ہم آگ میں جھونک دیں گے۔

• حلال

اسلام نے اکثر مذاہب قدیمہ کے برعکس رہبانیت اور ترک دنیا سے اجتناب کرنے کی تلقین کی ہے۔ اور مادی افادہ اور روحانیت کے درمیان ایک معتدل راستہ اختیار کیا ہے۔ اور دین کو دنیا پر مسلط کر دیا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم نے فرمایا:۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ
لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط

(۷- اعراف- رکوع ۴)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھو۔ اللہ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی ہے۔ اور رزق کی عمدہ چیزوں کو کس نے حرام کر دیا۔ اور پھر فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ
حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُّبِيْنٌ ۝ (۲- البقرہ - رکوع ۲۱)

لوگو جو کچھ زمین میں حلال اور پاک ہے کھاؤ۔ اور شیطان کے طریقوں کی پیروی نہ کرو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور پھر اللہ کے رسول نے اس ضمن میں فرمایا۔

نعما العون علی تقوی اللہ المال (کنز العمال)

اللہ کا تقوی اختیار کرنے میں مال بڑا اچھا مددگار ہے۔ اور پھر فرمایا:۔

فمن اخذہ بحقہ ووضعہ
فی حقہ فنعم المعونۃ ھو
(مسلم کتاب الذکوٰۃ)

پس جو اس کو جائز طریقہ سے کمائے اور حق کے مطابق خرچ کرے۔ تو (اس کے لیے) یہ بہت اچھا مددگار ہے

رزق کمانے کے جائز طریقے

(۱) جائز طریقوں سے کمایا جائے:۔

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ

بجز اس کے کہ لین دین آپس کی رضامندی سے ہو۔

(۲) محنت اور عمل سے کمایا جائے:۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ
وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط (۹ التوبہ - رکوع ۱۳)

کہہ دیجئے۔ کہ عمل کر کے دکھاؤ اللہ اور اس کا رسول اور مومنین اس کا جائزہ لیں گے۔

(۳) انسان اپنی محنت اور اپنے عمل اور اپنی کوشش کے پھل سے زیادہ کا حق دار نہیں:۔

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (۵۳- النجم رکوع ۳)

اور یہ کہ آدمی نہ پاوے گا مگر اپنی کوشش۔

وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى (۵۳ النجم رکوع ۳)

اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔

ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ (۵۳ النجم رکوع ۳)

پھر اس کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا۔

اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ
مَّشْكُوْرًا ۝ (۷۶ الدھر رکوع ۱)

ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔ اور اللہ کے رسول نے فرمایا:۔

ما اکل احدکم طعاما قط خیرا
من عمل یدہ (بخاری)

اپنے ہاتھوں کی کمائی کے کھانے سے بہتر کبھی کوئی کھانا تم نے نہ کھایا ہوگا۔

اور یہ کہ:۔

لان اخذ احدکم حبلہ فیحتطب
علی ظھرہ فیبیعہ خیر لہ من
ان یسال الناس اعطوہ او منعوہ (بخاری مسلم)

یہ بات کہ تم میں سے کوئی رسی لے۔ لکڑیاں چن کر اپنی پیٹھ پر لاد لائے اور اسے فروخت کر کے اپنی گزر بسر کرے اس سے کہیں بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے کہ ان کا جی چاہے تو اسے دیں۔ جی چاہے۔ تو نہ دیں۔

اور یہ کہ:۔

ان اللہ یحب العبد المحترف (قرطبی)

اللہ اس بندۂ مومن کو عزیز رکھتا ہے جو کسی پیشے کے ذریعے اپنی مزدوری کماتا ہو۔

کمائی کے لیے محنت اور عمل کی شرط اتنی قطعی ہے کہ مجاہدین کی شمشیر زنی اور قطع منازل کے بغیر کوئی شہر یا قلعہ فتح ہو جائے تو غنیمت فئے ہو جاتی ہے اور مجاہدین کو اس میں سے کچھ بھی نہیں ملتا۔ بلکہ وہ سارا مال فقرا اور مساکین کا ہو جاتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش دل اور سلیقہ مند تاجر کو دعا دی اور فرمایا:۔

رحم اللہ رجلا سمحا اذا باع واذا
اشتری واذا اقتضی (بخاری- ترمذی)

اس شخص پر خدا رحم کرے اور کرم کی بارش کرے جو خرید و فروخت میں خوش دلی اور سلیقہ مندی برتتا ہے اور قرض کا تقاضا کرنے میں نرمی سے پیش آتا ہے۔

(باقی آئندہ)

مضمون نگار حضرات سے!

مضمون نگار حضرات کو چاہیے کہ اپنے مضامین و مراسلات وغیرہ خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف صاف تحریر کیا کریں۔ اور حدود موضوع سے تجاوز نہ کریں ورنہ شریک اشاعت نہ ہو سکیں گے۔

نعت

رسولِ مقبول، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور اپنا روضہ دکھا دیجئے
مرے دل کی حسرت مٹا دیجئے

فصیلیں ہیں نفرت کی اونچی بہت
بفیضِ محبت گرا دیجئے

اندھیروں میں محصور ہے زندگی
چراغِ تمنا جلا دیجئے

دکھا کر جھلک روئے پرنور کی
نگاہوں کی قسمت جگا دیجئے

حوادث کے سیلاب کے سامنے
مجھے مسکرانا سکھا دیجئے

جو از اپنی حیرت کا بن جاؤں میں
مجھے آئینہ ہی بنا دیجئے

مکافات کا میں بھی ہوں منتظر
میرا فیصلہ بھی سنا دیجئے

میرے لب پہ آ ہی گیا حرفِ شوق
خطاکار ہوں میں سزا دیجئے

بھٹکتا رہوں گا میں کب تک یونہی
جو ہے میری منزل دکھا دیجئے

ہیں آزارِ جاں زندگی کے ستم
کرم کا مجھے آسرا دیجئے

ہے غافل ظہیر اپنے انجام سے
حقیقت سے پردہ اٹھا دیجئے

(ظہیر صدیقی)

چوہدری صادق علی ندوی صاحب لائل پوری قارئین خدام الدین کے لئے جانی پہچانی شخصیت ہیں ان کے بلند پایہ علمی اور تحقیقی مضامین خدام الدین میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ادارہ کی خصوصی فرمائش پر انہوں نے مساواتِ محمدی کے عنوان سے ایک تاریخی اور تحقیقی مضمون تحریر کیا ہے جسے خدام الدین کی مسلسل اشاعتوں میں شریک کیا جا رہا ہے۔ توقع ہے کہ حضراتِ قارئین اسے پسند فرمائیں گے اور اگر کسی مقام پر اختلاف کی ضرورت سمجھیں تو ادارہ کو اپنے افکار و خیالات سے ضرور مطلع کریں گے۔ (ادارہ)

مساواتِ محمدی

ایک تاریخی، فقہی اور تحقیقی جائزہ

مساواتِ محمدی کا صحیح مفہوم

دینِ اسلام درحقیقت وہ ضابطہ حیات ہے جو خالقِ کائنات نے عالمِ انسانیت کے لیے تجویز فرمایا ہے۔ اس قانونِ خداوندی کو انسانی دنیا تک پہنچانے کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ایک روایت کے مطابق دو لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا گیا جو مختلف زمانوں میں اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی ہدایات کو انسانوں تک پہنچاتے رہے۔ حق تعالےٰ نے اس آئینِ انسانیت کی تکمیل صاحبِ لولاک خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے کرائی۔ اور ساتھ ہی یہ تاریخی اعلان فرما دیا کہ آج دینِ اسلام مکمل ہو چکا ہے، اپنی نعمتیں پوری کر دی گئی ہیں اور ہماری رضا اس دین پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ہ

آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے
اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے۔
اور تمہارے لیے ہم نے اسی دینِ اسلام
کو ہی پسند کیا ہے۔

دینِ کامل میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لیے ہدایات موجود ہیں۔ اگر دنیا کے تمام انسان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں دینِ اسلام کو مشعلِ راہ بنا لیں۔ تو ایک ایسا معاشرہ وجود میں آئے گا جو اس معمورۂ کہن کو جنت نظیر بنا دے گا۔ جہاں نہ کوئی فتنہ و فساد ہوگا نہ کشت و خون بلکہ تمام انسانوں میں اخوت، حریت اور مساوات کا مقدس رشتہ قائم ہو جائے گا۔ اس مبارک آئین کو حق تعالےٰ نے معجزانہ اختصار کے ساتھ اپنے کلام پاک قرآن مجید میں سمو دیا ہے۔ نیز اس صحیفۂ آسمانی کی مکمل تفصیل، تشریح، تفسیر اور بیان کو بذریعہ وحی خفی شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام پر منکشف فرما دیا۔ جسے دنیائے اسلام نے سنتِ ثابتہ کا نام دیا ہے۔ قرآن مجید کی تشریح، تفصیل تفسیر کا خدائے قدوس ہی کی طرف سے بذریعہ وحی رسالت مآب کے قلب اطہر پر انکشاف کیے جانے کا اعلان بھی کلام اللہ میں ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کے الفاظ میں کر دیا گیا ہے تاکہ انسانوں کے دلوں میں کسی قسم کا شک و ریب نہ رہ جائے اور وہ بلاجھجک ہر فرمانِ نبوی پر عمل کرنے والے بن جائیں دوسرے مقام پر اسی بات کا یوں اعلان فرمایا کہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ہ

مندرجہ بالا تصریحات سے قارئین پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ دینِ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس کے ماخذ قرآن مجید اور سنتِ ثابتہ یعنی صحیح احادیث ہیں۔

انسانی منشور یعنی حقوق میں مساوات

درحقیقت دین اسلام سے مراد انسانیت کا وہ منشور ہے جو خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے خالقِ کائنات نے انسانوں کو عطا فرمایا ہے۔ اس منشور کی چند جزئیات کی تشریح شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں دین کی تکمیل کی آیت شریفہ کے نزول کے فوراً بعد فرما دی تھی۔ آپ نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا تھا کہ کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر اور گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ خدا کی مخلوق ہونے کے لحاظ سے سب انسان برابر ہیں۔ اور کوئی انسان دوسرے انسان پر اپنے رنگ یا کسی خاص ملک کا باشندہ ہونے کی وجہ سے برتری کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہے۔

ایک مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ۔ تمام مخلوق خدا کی عیال ہے۔ یعنی خدا کے ذمہ تمام مخلوق کی پرورش ہے۔ اور جو کوئی مخلوق کے ساتھ رحم کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس پر رحم کرتے ہیں۔ یعنی اللہ پاک کے نزدیک وہی شخص معزز ہو گا جو اس کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے۔ یعنی انسان کی عزت اخلاق کی بلندی کی وجہ سے ہے نہ کہ مال دولت یا حسب نسب کی وجہ سے۔

الناس من جھت الانساب اکفاء
ابوھم آدم و اُمھم حواء

(حضرت علی رضی اللہ عنہ)

نسب کے لحاظ سے تمام انسان برابر ہیں
کیونکہ ان کے والد حضرت آدم علیہ السلام ہیں
اور والدہ حضرت حوا علیہا السلام ہے

یُفَاخِرُوْنَ بالمال والانساب
نبتنا جود و علیاء

(حضرت علی رضی اللہ عنہ)

لوگ اپنے مال و دولت اور نسب پر فخر کرتے ہیں مگر ہمیں فخر اپنی سخاوت اور اعلیٰ اخلاق پر ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

انسانی عروج خدا کی عبادت اور مخلوق کی خدمت پر منحصر ہے۔

لہٰذا جو شخص عبادت خداوندی اور خدمتِ خلق میں ترقی کرے گا وہ عالم انسانیت میں معزز ہوتا جائے گا اور جو ان دونوں کے منافی کام کریگا وہ قعرِ مذلت میں گرتا جائے گا۔

عبادت میں مساوات

خدا کی عبادت میں سب انسانوں کے حقوق مساوی ہیں جو شخص مسجد میں عبادت کی نیت سے پہلے آجائے اس کا حق ہے کہ سب سے اگلی صف میں کھڑا ہو جو بعد میں آتا ہے خواہ وہ کتنا ہی مال و دولت رکھتا ہو یا عہدہ کا مالک ہو وہ پچھلی صف میں ہی کھڑا ہو سکتا ہے کیونکہ خانہ خدا میں سب انسان مساوی ہیں۔ اور کسی کا حق دوسرے پر فائق نہیں ہے۔

حصولِ انصاف میں مساوات

اسی طرح جو شخص خدمت خلق کے منافی کوئی بھی کام کرتا ہے یعنی کوئی جرم کرتا ہے تو اسے سزا بھی قانونِ خداوندی کے مطابق ملے گی۔ کمرہ عدالت میں قانونِ الٰہی کا احترام ہو گا۔ کوئی شخص خواہ وہ ملک کا صدر بھی ہو تو جرم کرنے پر اسے وہی سزا ملے گی جو ایک غریب آدمی کو

ملتی ہے۔ یہاں بھی مساوات پر عمل ہو گا۔ کسی کے ساتھ کسی قسم کی رو رعایت نہ ہوگی۔

فاطمہ بنت اسد نے چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور سفارش کرنے والے کو جواب ملا کہ اگر فاطمہ بنتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا۔ مجرم اگر پیغمبر کا بیٹا ہو یا بیٹی، سزا میں ایک ادنیٰ آدمی کے مساوی تصور کیا جائے گا۔ مساواتِ محمدی کا یہی تقاضا ہے۔

لَوْ سَرَقَتْ فَاطِمَہ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم لقطعت یَدَھَا (اوکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اسی اصول کو علامہ اقبال نے اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے۔ ؎

خونِ شاہ رنگیں تر از معمار نیست

"بادشاہ کا خون بھی رنگین ہے جیسا کہ معمار کا خون"

حقِ معیشت میں مساوات

عبادت اور عدالت میں مساوات کے بعد تیسرے نمبر پر اسلام ہمیں حقِ معیشت میں بھی مساوات کا سبق دیتا ہے۔ حقِ معیشت میں مساوات کے یہ معنی ہیں کہ ہر انسان کی معاشی ضروریات پوری ہونی چاہئیں۔ اور اس دنیا میں کوئی انسان بھی محروم المعیشت نہیں رہنا چاہیے۔ اگرچہ اسبابِ معیشت میں فطری تفاوت کو روا رکھا گیا ہے۔

دوسرے الفاظ میں اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ

۱۔ حقِ معیشت میں سب انسان مساوی ہیں۔
۲۔ اسبابِ معیشت میں انسانوں میں فطری تفاوت ہونی چاہیے۔

دنیا کے تمام انسان ہر لحاظ سے فطری طور پر مساوی نہیں ہیں اور یہ فطری تفاوت اس کارخانۂ حیات کو بطریق احسن چلانے کے لیے ضروری ہے۔ فطری تفاوت کی چند مثالیں حسبِ ذیل ہیں :-

۱۔ تمام انسانوں کے قد میں تفاوت موجود ہے۔
۲۔ " " " ذہن " " "
۳۔ " " " کی طاقت " " "
۴۔ " " " بینائی " " "
۵۔ " " " شنوائی " " "
۶۔ " " " بھوک " " "
۷۔ " " " پیاس " " "
۸۔ " " " عقل " " "
۹۔ " " " حسِ شامہ " " "

کسی کی قوتِ بینائی زیادہ، کسی کی شنوائی، کسی کی عقل اور کسی کی طاقت وغیرہ دوسرے انسان سے زیادہ ہے۔ ایک انسان ایک روٹی کھا کر سیر ہو جاتا ہے اور دوسرے کو تین روٹی کی ضرورت ہے

لمبے قد کے آدمی کو زیادہ کپڑا درکار ہے۔ لہٰذا خدائی قانون یہ ہے کہ ہر انسان کو اس کی ضرورت کے مطابق روٹی کپڑا اور مکان ملنا چاہیے۔ یہ ضروری نہیں کہ روٹی، کپڑا وغیرہ مقدار میں بھی برابر ہوں۔ ضعیف اور کمزور جثہ کے انسان کو مقدار میں اناج کی ضرورت قوی الجسم انسان سے کم ہے لہٰذا ان دونوں کو اپنی اپنی بھوک کے بقدر اناج ملنا چاہیے۔ یعنی حقِ معیشت میں تو سب مساوی ہیں مگر اسبابِ معیشت میں فطری تفاوت روا رکھی جائے گی۔ ضروریاتِ زندگی (روٹی، کپڑا اور مکان) تو سب کو دی جانی ضروری ہیں اور ان کی ضروریات کے مطابق دی جائیں۔ البتہ آمدنی تمام انسانوں کی مساوی نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ آمدنی پیدا کرنے کی قوتوں میں حق تعالےٰ نے فطری تفاوت رکھ دی ہے۔

قرآن پاک میں بنیادی عقیدے کے طور پر یہ واضح کیا گیا ہے کہ جس خدائے بزرگ و برتر نے یہ تمام مخلوقات پیدا کی ہے اس مخلوقات کی پرورش کرنا اور اس کو رزق دینا بھی اسی کے ذمہ ہے۔ وہ نہ صرف ملک الناس اور الہ الناس ہے بلکہ وہ رب الناس بھی ہے۔ نہ صرف انسانوں کا رزق اس کے ذمہ ہے بلکہ تمام چرند پرند اور حشرات الارض کا روزی رساں بھی وہی ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (سورہ ہود) اور زمین پر چلنے والے ہر جاندار کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمے لی ہے۔

دوسری جگہ رب العالمین نے فرمایا ہے :-

وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ٥ (الذاریات) تمہارا رزق اور جس شے کا تم وعدہ دیے گئے ہو آسمان میں ہے (یعنی اللہ تعالےٰ کے ذمہ میں ہے)

نیز فرمایا :-

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ۔ (الذاریات) بے شک اللہ تعالےٰ ہی روزی دینے والا ہے، بڑی مضبوط قوت والا۔

چونکہ تمام مخلوق کا رزق اللہ تعالےٰ کے ذمہ ہے۔ لہٰذا اس علیم و خبیر نے اپنی حکمت کاملہ سے زمین کے اندر تمام ذی روح مخلوقات کی روزی کا سامان بھی مہیا فرما دیا ہے۔ اور ساتھ ہی ارشاد فرما دیا :-

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ٥ (بقرہ)

وہ (خدا) وہ ذات پاک ہے جس نے تمہارے لیے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے۔

★

آپ کی صحت

مرض ——— (دماغی کمزوری)
پھل ——— (ناشپاتی)
سبزی ——— (کالی توری)

زبدۃ الحکماء حکیم آفتاب احمد قرشی ایم اے

دانتوں کی صفائی کے لیے مسواک کا استعمال کیجیے

سائنس دانوں نے دانتوں کے برش ٹوتھ پیسٹ اور دیگر ایجادات کی ہیں اور اس سلسلہ میں شب و روز سرگرم عمل ہیں، مگر ان کی کوئی ایجاد بھی فوائد میں مسواک کے برابر نہیں ہے۔ آج بھی مسواک کو ان سب ایجادات پر ترجیح حاصل ہے۔ جدید سائنس اور طبی تحقیق نے بھی مسواک کی افادیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ نیم وغیرہ کی مسواک سے نہ صرف دانت صاف رہتے ہیں بلکہ ہر قسم کی خرابی اور مرض سے بچ جاتے ہیں، برش کرنے والے حضرات لیبا او تات پائیوریا اور دانتوں کے دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں، لیکن نیم کی مسواک کے استعمال سے ان امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔ قدرت نے نیم، پیلو، کیکر، سکھ چین، پھلاہ وغیرہ کو ایسے دوائی اجزاء سے سرفراز کیا ہے کہ ان کی مسواک جراثیم کو ہلاک کرتی ہے مسوڑوں کو ڈھیلا نہیں ہونے دیتی۔ خون کا رستا رک جاتا ہے۔

سنت نبوی

مسواک کا استعمال سنت نبوی ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو برس قبل طب و صحت کے بارے میں جو حقائق بیان فرمائے آج سائنس ان حقائق کی تصدیق کر رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہدایت طبی افادیت سے بھرپور ہے۔

برش کا استعمال

آج سے چند سال پہلے مسواک کا استعمال عام تھا مگر یہ امر افسوسناک ہے کہ اب عوام مسواک کے استعمال کو چھوڑ چکے ہیں۔ اب فیشن کے طور پر برش اور ٹوتھ پیسٹ استعمال کیا جاتا ہے، ہمارے معاشرے کا ایک طبقہ اس قدر مغرب زدہ ہے کہ مغرب کی ہر ایجاد کو فیشن کے طور پر اختیار کر لیتا ہے یہ حضرات زلف مغرب کے اس طرح اسیر ہیں کہ انھوں نے دنیا و مافیہا کو فراموش کر دیا ہے۔ اور ان کے نزدیک علم و حکمت فقط پار مغرب کا ارمغان ہے اور علم کے چشمے مغرب کی سرزمین سے پھوٹتے ہیں برش کا استعمال بھی اس مغرب زدگی کا مظہر ہے۔ سارے مغرب زدہ دوست ان حقائق پر غور نہیں کرتے کہ مغرب کے برش استعمال کرنے والوں کے دانت اکثر خراب ہیں، مشرق میں مسواک کا استعمال کرنے والوں کے دانت صحیح سلامت ہیں، مگر تہذیب حاضر کی چمک نے ان لوگوں کی نگاہوں کو خیرہ کر رکھا ہے اور وہ ان حقائق کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

مسواک کا استعمال

اگر آپ دانتوں کے امراض سے بچنا چاہتے ہیں تو مسواک کا استعمال کریں، مسواک تازہ ہونی چاہیے، مسواک نیم، کیکر، پیلو، سکھ چین اور پھلاہ کی زیادہ مفید ہے، کسی درخت کی تازہ ٹہنی لے کر کچھ دیر چبائیں۔ جب نرم ہو جائے پھر اس سے مسواک کریں۔

دماغی کمزوری

انسانی معاشرہ کے مختلف ادوار ہیں ہر دور کی منفرد خصوصیات ہیں معاشرہ کا گذشتہ دور جاگیرداری کا دور تھا اس دور میں جسمانی طاقت کو بڑی اہمیت حاصل تھی اب معاشرہ کا موجودہ دور صنعتی ہے انسان نے اس دور میں حیرت انگیز ایجادات کی ہیں۔ ہر ایجادات اور صنعتی ترقی انسانی دماغ کی رہین منت ہے موجودہ دور دماغی طاقت کا دور ہے۔ علماء، طلباء، ادیب، صحافی، انجنیئر، پروفیسر اور دفاتر میں کام کرنے والے حضرات دماغی کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن بیش بہا نعمتوں سے سرفراز کیا ہے اس میں دماغ کو بڑی اہمیت حاصل ہے، وہ لوگ کس قدر خوش نصیب ہیں جو تحدیث نعمت کرتے ہیں، دماغ جیسی نعمت کے حصول پر بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اور اس قیمتی عطیہ کی نگہداشت کرتے ہیں۔ ایک مشہور بزرگ حسن فرمایا کرتے تھے کہ جسم اور اس کے اعضا کی حفاظت مسلمان کا فرض ہے۔ یہ امر افسوسناک ہے کہ ہم میں سے اکثر مسلمان اس فرض کو پورا نہیں کرتے دماغی کام کرنے والے کو مقررہ وقت پر غذائی اجزاء اور حیاتین سے بھرپور غذا کھانی چاہیے۔ غذا کے اوقات میں بے قاعدگی بے ترتیبی اور ناقص غذا کے استعمال سے دماغ کمزور ہو جاتا ہے، ایسے حضرات کو آرام بھی کرنا چاہیے رات کو جلد سوئیں۔ عام صحت کی جانب بھی توجہ دیں۔ عام صحت خراب ہونے سے دماغ بھی متاثر ہوگا۔ دائمی نزلہ قبض غذا کی کمی یا نقص عام جسمانی کمزوری اور دیگر اعصابی یا جسمانی امراض سے دماغی کمزوری لاحق ہوتی ہے بعض لوگ نزلہ یا قبض کو معمولی مرض سمجھ کر علاج کی جانب پوری توجہ نہیں دیتے۔ اور اس طرح بدن کو مختلف امراض کی آماجگاہ بنا لیتے ہیں۔

غذا اور پرہیز

نشہ آور اشیاء شراب، سگریٹ، تمباکو وغیرہ سے پرہیز کرنی چاہیے۔ چائے کی ایک پیالی دن بھر میں جائز ہے مگر دن بھر میں بیسیوں پیالیاں دماغی کمزوری پیدا کرتی ہیں۔ غذا میں آلو، گوبھی، بینگن، مسور کی دال، اروی وغیرہ سے پرہیز کریں۔ بھیڑ یا بکری کا گوشت، چپاتی، مرغ کا شوربہ، کلفہ، پالک، کدو، ٹینڈے، کالی توری چنے کا شوربا، گاجر، آم، سیب، بادام، کلیجی، جامن، دودھ، دہی، مکھن، شلغم، ٹماٹر وغیرہ استعمال کریں۔ دماغی کمزوری میں بکری یا بھیڑ کا مغز بڑا مفید ہے اسے پکا کر کھائیں۔ دماغی تقویت کے لیے حریرہ مقوی دماغ فائدہ مند ہے۔ حریرہ کا نسخہ حسب ذیل ہے۔ مغز بادام سات عدد، مغز تخم کدو شیریں تین ماشہ، مغز تخم خیارین تین ماشہ، چھوٹی الائچی تین عدد ایک پاؤ دودھ میں گھوٹ کر چینی ملا کر پکیں اسے صبح ناشتے کے وقت استعمال کریں۔ علماء یا دیگر حضرات جو رات ۲، یا ۳ بجے تک اپنے فرائض انجام دیتے ہیں اس حریرہ کو سوتے وقت پی سکتے ہیں۔ دماغی کمزوری میں انسان کا حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔ طالب علم اپنے سبق کو بار بار یاد کرتے ہیں مگر بھول جاتے ہیں۔ دوسرے حضرات کا حافظہ بھی وقت پر کام نہیں دیتا۔ دماغی کمزوری سے نگاہ بھی کمزور ہو جاتی ہے دماغی کمزوری میں مرض کے اصل سبب کا علاج کرنا چاہیے۔ سر پر بادام روغن لگائیں۔ جسم پر سرسوں کے تیل کی مالش کریں۔ مریض کو کھلی ہوا میں سیر کرنی چاہیے معدہ کی اصلاح اور قبض کا ازالہ کریں۔ مریض نزلہ و زکام کا شکار ہے تو اس کا علاج کرنا چاہیے۔ مریض کی عام صحت کو بہتر کرنا چاہیے۔ مریض کو شدید صدموں اور رنج و غم سے بچائیں دوا کے طور پر کشتہ مرجان دو رتی، خمیرہ گاؤزبان جواہر والا چھ ماشہ میں ملا کر کھائیں۔ قبض ہو تو سوتے وقت ہرڑ کا مربہ ایک عدد کھائیں، نزلہ زکام کی صورت میں صبح شام خمیرہ ابریشم چھ ماشہ سوتے وقت حب جدوار ایک عدد کھائیں۔ دماغی کمزوری کے لیے برہمی بوٹی بڑی موثر دوا ہے اسے ایک ماہ مسلسل کھانے سے قوت حافظہ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

ناشپاتی ایک مفید پھل

مسلمان اطباء پھل کے بڑے شائق تھے، اور اسے انسانی صحت کے لیے بڑا مفید قرار دیتے تھے مسلمان اطباء ناشپاتی کی افادیت کے قائل تھے اور اسے سستے سیب سے موسوم کرتے تھے۔ جدید غذائی تحقیق نے بھی اس حقیقت کو بے نقاب کیا ہے کہ ناشپاتی کے غذائی اجزا سیب کے برابر ہیں۔ جو غذائی اجزاء سیب میں پائے جاتے ہیں وہ اجزاء قریباً اسی تناسب سے ناشپاتی میں ہیں۔ سیب میں ۸۵٫۹، پانی ۵۳، لحمی مواد ۱٫۵، چکنائی ۱۳٫۴، نشاستہ دار اجزاء ۱٫۵، چونا ۵٫۰۲، فاسفورس ۱٫۷، فولاد اور حیاتین الف، ب، ج اور د ہے ایک پاؤ سیب میں ایک سو تیس غذائی حریرے قوت ہوتی ہے ناشپاتی میں ۸۶٫۹ پانی ۴٫۲ لحمی مواد ۰٫۱ چکنائی ۰٫۱ معدنی نمک ۰٫۱ نشاستہ دار اجزاء ۵٫۰۱ چونا ۰٫۰۱

ناسفورس، فولاد اور حیاتین الف، ج اور نہ ہوتے ہیں ایک پاؤ ناشپاتی میں ایک سو آٹھ غذائی حرارے قوت ہوتی ہے۔ ناشپاتی کو فارسی میں امرود اور عربی میں کمثری کہتے ہیں امرود کے لیے عربی اور فارسی میں کوئی لفظ نہیں ہے کیونکہ امرود برصغیر پاک و ہند کی مخصوص پیداوار ہے۔ عرب و عجم کی سرزمین اُ..۔ سے نا آشنا ہے پاکستان میں بگوگوشہ اور ناشپاتی کے پیوند سے گنگا جمنی مگر نفیس قسم کی ناشپاتی پیدا کی گئی ہے۔ ناشپاتی کی کئی اقسام ہیں۔ نرم ناشپاتی زیادہ مفید ہوگی۔ ناشپاتی دل کو تقویت دیتی اور فرحت بخشتی ہے۔ بدن کو موٹا کرتی ہے۔ جگر کی تقویت کا سامان کرتی ہے۔ تیزابیت کو دور کرتی ہے دماغی کمزوری میں فائدہ مند ہے۔ نرم ناشپاتی تو قبض کو دور کرتی ہے۔ دماغی کمزوری میں فائدہ مند ہے۔ نرم ناشپاتی کھائیے جیسے دست یا پیچش کی شکایت ہو تو وہ سخت قسم کی ناشپاتی کھائے۔ تبخیر معدہ میں مفید ہے۔ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ جن عورتوں کو ماہواری زیادہ مقدار میں آتی ہو انھیں ناشپاتی زیادہ مقدار میں کھانی چاہیئے۔ کچی ناشپاتی کھانا مضر ہے اچھی طرح پکی ہوئی ناشپاتی کھائیں۔ ناشپاتی کھانے کے بعد زیادہ ٹھنڈا پانی پینا نقصان دہ ہے۔ سخت ناشپاتی کے ٹکڑے کر کے اس میں نمک، کالی مرچ اور لیموں کا رس ڈال دیں اس طرح نہ صرف وہ لذیذ ہو جائے گی بلکہ ہضم بھی ہو جائے گی۔

کالی توری، اس موسم کی مفید سبزی

مسلمان گوشت کے بڑے دلدادہ اور شائق ہیں۔ انواع و اقسام کے لذیذ کھانے تیار کیے جاتے ہیں گوشت بڑی مفید غذا ہے، مگر موسم گرما کے لیے موزوں نہیں ہے پاکستان میں جس شدت کی گرمی ہوتی ہے اس کے پیش نظر گرمیوں کے موسم میں گوشت، انڈا، مچھلی، مٹھائی اور گھی کے استعمال میں احتیاط کریں۔ اس کی بجائے پھل اور سبزیوں کو ذوق و شوق سے کھائیں۔ قدرت ہر موسم میں انسانی جسم کی ضرورت کے مطابق پھل اور سبزیاں پیدا کرتی ہے موسمی پھل کے علاوہ موسمی سبزیوں کو بھی استعمال کرنا چاہیئے۔ سبزیاں پکاتے وقت ان میں گھی کم مقدار میں ڈالیں اور سبزیاں زیادہ تعداد میں ہلکی آنچ پر پکائیں اور اسے بطور دوا نہیں بلکہ بطور غذا کھائیں ایک دو تولہ سبزی تو دودھ کا کام کرتی ہے، غذا کے طور پر تو نصف پاؤ سے ایک پاؤ تک کھائیں۔ موسم گرما کی سبزیوں میں توری بڑی لذیذ مفید اور غذائی اجزاء سے بھرپور ہے اسے گھیا توری کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں اور عام الفاظ میں توری کہتے ہیں ایران کے نفیس مزاج باشندوں کو توری اس قدر پسند ہے کہ اسے شاہ توری سے یاد کرتے ہیں۔

غذائی اجزاء

جدید غذائی تحقیق کے مطابق توری مختلف اجزاء کا حامل ہے اس میں لحمی اجزا (پروٹین)، چکنائی، نشاستہ دار اجزاء کے علاوہ چونا اور فاسفورس ہے اس میں فولاد کی بھی خاصی مقدار ہے، حیاتین الف، ب، اور کے کے سے بھی بہرہ مند ہے۔ ایک چھٹانک میں دس غذائی حرارے قوت ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا غذائی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ توری میں انسانی بدن کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ضروری غذائی اجزاء موجود ہیں۔ توری بکری کے گوشت کے ہمراہ پکائیں اس میں تھوڑا سا گرم مصالحہ ڈالیں۔ ایک سیر میں نصف چھٹانک گھی ڈالیں۔ توری پکاتے وقت اس کا چھلکا اتار دیتے ہیں۔

اس کے چھلکے میں حیاتین اور قوت بخش غذا ہوتے ہیں توری پکاتے وقت اس میں ٹماٹر ڈالیں۔ سرخ مرچ کم ڈالیں توری کے گوناگوں طبی فوائد ہیں۔ موجودہ دور کا عام مرض قبض ہے۔ قبض کو دور کرنے کے لیے دوا کا استعمال کیا جاتا ہے اس سے مریض کو قبض کشا دوا کی عادت پیدا ہو جاتی ہے قبض کا بہترین علاج ہے کہ ایسی غذائیں کھائیں کہ قبض خود بخود دور ہو جائے۔ توری اس قسم کی غذا ہے رات سوتے وقت ایک پاؤ پکی ہوئی توری کھائیں، تیزابی مادہ کے لیے بھی موثر غذا ہے۔ طب کی رو سے توری کا مزاج سرد تر ہے یہ بدن کی گرمی اور خشکی کو دور کرتی ہے پیشاب آور ہے اور اس طرح بدن سے فاسدوں کو خارج کرتی ہے۔ بخار، بواسیر، سوزاک، پیشاب میں خون آنے کی صورت میں سرخ مرچ اور گوشت کے بغیر پکا کر کھائیں۔ بدن کی جلن، چہرے کی زردی، توہم وغیرہ میں مفید غذا ہے جریان اور احتلام کے مریضوں کے لیے فائدہ مند ہے۔ توری دل کی تقویت کا سامان کرتی ہے۔ دماغی کام کرنے والوں اور طلبا و علماء کے لیے عمدہ غذا ہے جو لوگ خون کی کمی کا شکار ہیں انھیں بھی یہ سبزی استعمال کرنی چاہیئے اس میں فولاد وافر مقدار میں پایا جاتا ہے اور اس طرح بدن سے خون کی کمی دور کرتی ہے۔ اس غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے کہ ہم نے جو افعال و خواص بیان کیے ہیں۔ یہ کالی توری یا گھیا توری یا شاہ توری کے ہیں۔ یہ بھنڈی توری کے خواص و افعال نہیں ہیں۔ بھنڈی تو ایک الگ سبزی ہے اور اس کے افعال و خواص بھی مختلف ہیں۔

مولانا ہزاروی کی طبی بورڈ میں شمولیت

ہمارے لیے یہ خبر بے حد مسرت افزا ہے کہ حکومت پاکستان نے حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہ، کو "یونانی اینڈ آریو ویدک طبی بورڈ پاکستان" میں شامل کر لیا ہے یہ نامزدگی نہایت ہی احسن اقدام ہے کہ ایک صاحبِ بصیرت عالم، نڈر سیاسی رہنما اور ایک فاضل طبیب کے شمول سے ہمارے ان دیرینہ مسائل کو یقیناً نئی جلا ملے گی اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنی منزل تک پہنچنے میں جلد کامیاب ہوں گے۔ آپ کی نامزدگی سے پورے حلقہ میں مسرت و شادمانی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ تمام ممبرانِ اطباء کی جانب سے بندہ ہدیۂ تبریک پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

زبدۃ الحکماء حکیم عطا محمد بی۔ اے۔ سیکرٹری طبیہ کمیٹی

بقیہ: مجلسِ ذکر

کے علاوہ اوباش اور فاسق لوگوں سے اجتناب و پرہیز بھی ضروری ہے ورنہ معمولات پر عمل نہیں ہوگا اور نیک کاموں سے رغبت کم ہوتی جائے گی۔ فرمانروائے ہند اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے حکمران تھے بے پناہ اختیارات اور صاحب اقتدار ہونے کے باوجود اپنے ہاتھ سے روزی کماتے اور ٹوپیاں سی کر اپنے گھر کی گزر اوقات کیا کرتے تھے، وہ ہمیشہ مفاد پرست اوباش اور عیاش قسم کے لوگوں سے بھی پرہیز کرتے اور انہیں اپنے ماحول اور نظام کار میں گھسنے کا موقع نہیں دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ اورنگ زیب عالمگیر ایک عابد و زاہد اور عادل حکمران تھے اور انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو مانتے ہوئے انصاف قائم کیا۔ عوام کے مختلف طبقوں کے مابین باہمی رواداری اور محبت و اُلفت کو رواج دیا۔

ان کے برعکس اکبر بھی ایک حکمران تھا جس کے مشیر و وزیر عوام دشمن اور مفاد پرست تھے جنہوں نے بادشاہ اکبر کو عیش و نشاط کی محفلوں اور شراب و زنا جیسی لعنتوں کی راہ پہ ڈال دیا تھا۔

دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنے ذکر اور اپنی ہی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔ بُری رفاقت سے بچائے نفس اور شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور خاتمہ حالتِ ایمان میں ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تنقید و تعارف

تبصرہ کے لیے مطبوعات کی دو جلدیں ارسال کرنا ضروری ہیں !!

اذانِ سحر

مؤلف : شمس القمر قاسمی
ناشر : عزیز پبلیکیشنز ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور
قیمت : دو روپے پچاس پیسے

اذانِ سحر، قائد جمعیت مولانا مفتی محمود وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد کے ان انٹرویوز کو کتابی صورت میں شائع کیا ہے جو مختلف اخبارات و رسائل میں طبع ہوئے تھے۔

منتشر اور بکھرے ہوئے قیمتی مواد کو یکجا کر کے ناشر نے مستحسن قدم اٹھایا ہے۔ کتاب کی طباعت کتابت اچھی ہے۔ سرورق اگرچہ آئیڈیل ہے مگر آرٹسٹ طلوعِ سحر کا پس منظر پوری طرح واضح کرنے میں اعلیٰ فنی مہارت کا مظاہرہ نہیں کر سکا ہے۔ اس میں مزید نکھار پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

انوارِ قاسمی

تالیف : پروفیسر انوار الحسن شیر کوٹی
ناشر : ادارہ سعدیہ مجددیہ ۱۸/۳۷ چیمبرلین روڈ لاہور
قیمت : بارہ روپے

پروفیسر انوار الحسن صاحب علمی حلقوں میں معروف شخصیت ہیں۔ آپ نے علماءِ دیوبند کا تعارف کرانے کے لیے کئی مطبوعات پیش کی ہیں۔ ان میں سے انوارِ قاسمی خاص معلومات افزا ہے اس کا زیادہ تر حصہ مختلف کتابوں، پمفلٹوں، اخباری مضامین اور دیگر حضرات کی تحریروں کے اقتباسات پر مشتمل ہے۔ جس کی جمع و ترتیب اور یکجا کرنے میں فاضل مؤلف نے خوب محنت اور عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ لیکن بعض مقامات پر غیر موزوں اور غیر متعلق باتوں اور اندازِ تحریر کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف نے کسی سے مشاورت ضروری نہیں سمجھی۔ ورنہ کتاب کا دامن ایسی ناموزونیت سے آلودہ نہ ہوتا۔ مثلاً حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد شیخ اسد علی رحمۃ اللہ علیہ کی سادگی اور حقہ نوشی کے زیرِ عنوان فاضل مؤلف نے لکھا ہے :-

"جن لوگوں نے شیخ اسد علی صاحب مرحوم کو حضرت حجۃ الاسلام سے حقہ بھروا لینے پر ملامت کی تو کیا انہوں نے ملامت میں انصاف سے کام لیا ہے حجۃ الاسلام کو حقہ بھرنے اور والد صاحب کی خدمت سے تکدر نہ تھا بلکہ والد صاحب کے مطلقاً حقہ پینے پر تکدر تھا کہ علماءِ ربانی کی نظروں میں حقہ اور تقدس دو متضاد چیزیں ہیں اس میں تو مجھے بالکل شک نہیں کہ حقہ نوش محققین کی جماعت کو اگر تمام دن روٹی نہ ملے اور حقہ ملتا رہے تو زندگی میں دلچسپی رہتی ہے اور گڑ گڑ گڑ گڑ کی ترنم خیز آواز میں جو موسیقیت اور زیر و بم پیدا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بعض محقق دھواں چھوڑتے وقت جو ایک آواز "ہا" کی نکالتے ہیں وہ سنو بوتلوں کے نشے سے کم نہیں ہوتی، بہر حال یہ مسلّم ہے کہ حقہ تقدس کے خلاف ہے اور مقدس حضرات سے حقہ بھروانے کا کام لینا اس دور کے بزرگوں کی نظروں میں خار کی طرح کھٹکنا تعجب کی بات نہیں"۔ (انوارِ قاسمی صفحہ ۲۱-۲۲)

عظیم المرتبت شخصیات کے عظیم کارناموں کے تذکرہ میں حشو و زوائد جمع کرنا عظمت کے منافی ہے۔ ایک معمولی حقہ نوشی کے واقعہ پر حاشیہ آرائی کرنا اور "گڑ گڑ گڑ گڑ" کے الفاظ کے ساتھ "ہا" کی آواز کا زیر و بم اور شراب کی سنو بوتلوں کے نشے کا مزہ اور حقہ نوش حضرات کو "محققین" کا طنزیہ خطاب وغیرہ سب باتیں متانت، سنجیدگی اور ثقافت کے سراسر خلاف ہیں۔ فاضل مؤلف کو طبعِ ثانی میں ایسی ناموزوں باتوں کو حذف کر دینا چاہیے۔

مجموعی طور سے انوارِ قاسمی ایک معلوماتی دستاویز ہے۔ اور اس سے خوب استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات

تالیف : شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوری مدظلہ
ناشر : مکتبہ زکریا۔ شہزادی بلڈنگ عالمگیر مارکیٹ لاہور
قیمت : تین روپے

تبلیغی جماعت ایک مقبول عام دینی و مذہبی جماعت ہے اور آج کل اس کا حلقۂ اثر وسیع تر ہو رہا ہے۔

اس جماعت میں کام کرنے والے افراد کا مشاہدہ ہے کہ ذاتی اصلاح کے لیے اس جماعت کا نظام مفید ثابت ہوا ہے۔ بایں ہمہ کوئی شخص دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ یہ جماعت غلطیوں سے پاک ہے۔ تبلیغی جماعت میں کام کرنے والے لوگ بھی آخر انسان ہیں اور ان سے غلطیوں اور خطاؤں کا صدور ممکن ہے۔ ویسے بھی یہ ایک مسلمہ تجرباتی حقیقت ہے کہ کسی جماعت کا نظام کار جب تک اس کے بانیوں اور داعیوں کے قبضہ میں رہتا ہے اس میں کوئی ایسی بنیادی غلطی واقع نہیں ہوتی جو اس کے نظام اور بنیادی مقاصد ہی کو تہ و بالا کر دے ہاں البتہ جب اصل داعیوں اور بانیوں کے بعد نظم جماعت پر قبضہ کرنے والے افراد اسے اپنی صوابدید اور منشاء کے مطابق چلانے کی رسم ڈال دیتے ہیں تو حالات یکسر تبدیل ہو جاتے ہیں۔ غالباً یہی اسباب و محرکات ہیں جن کی موجودگی میں تبلیغی جماعت کے طریق کار پر کچھ لوگوں کی طرف سے اعتراضات واقع ہوئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ العالی کو مختلف خطوط اور مضامین کے ذریعہ ان کا جواب دینا پڑا۔

آج کل تبلیغی جماعت کا نظامِ کار ریٹائرمنٹ کے قریب چند سرکاری افسروں اور چند بڑے بڑے سرمایہ داروں کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ غالباً وہ اس بات کو بھی معیوب سمجھتے ہوں گے کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ان اعتراضات کو کیوں درخورِ اعتنا سمجھا اور ان کا جواب کیوں دیا؟ بہر نوع حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ العالی کے سامنے جو اعتراضات وارد ہوئے انہوں نے ان کا تسلی بخش جواب دے دیا۔ پاکستان میں اس جماعت کا اندازِ کار کیا ہے؟ اس موضوع پر مستقلاً الگ گفتگو ہو سکتی ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب مفید اور معلوماتی ہے۔ فہرست میں جن مضامین کے عنوانات دیے گئے ہیں۔ ناشر کو طبع ثانی میں جلی سرخیوں کے ساتھ کتاب کے اندر بھی شائع کرنے چاہئیں تاکہ قاری آسانی کے ساتھ اعتراض اور اس کے جواب کا مطالعہ کر کے فکری رہنمائی حاصل کر سکے۔

کتاب کی طباعت اور گٹ اپ خوبصورت ہے۔

سعادت حبیب اللہ کی !

مولانا حمید اللہ صابری

کیا مبارک موت ہے حضرت حبیب اللہ کی
مرکزِ انوار ہے تربت حبیب اللہ کی

ہیں تمنا لے کے جاتے یہ ہزاروں اولیاء
ہے خدا کے فضل سے رفعت حبیب اللہ کی

قلبِ آدم کو ملی تسکین بیت اللہ سے
ہے اسی کی خاک سے خلقت حبیب اللہ کی

قرنِ اولیٰ کے مسلمانوں کی تھے تصویر آپ
تھی ازل سے یوں ہی صورت حبیب اللہ کی

حاجی امداد اللہؒ کی قربت ہوئی ان کو نصیب
کیا عجب ذی شان ہے قسمت حبیب اللہ کی

آپ کو حاصل یقیناً ہے بہشتِ جاوداں
جنتِ معلّٰی بنی تربت حبیب اللہ کی

آپ کے در پہ سوالی بن کے آئے بادشاہ
کیسی دل آرام ہے شفقت حبیب اللہ کی

شیخ مدنیؒ کی طرح اس گنبدِ خضرا کے پاس
درسِ قرآں کی سعادت ہے حبیب اللہ کی

ہے حمیدِ صابری کی ربِ کعبہ سے دعا
دے کرم سے تو ہمیں قربت حبیب اللہ کی

★

تارکِ نماز

بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ (مسلم)

بندے کو کفر سے ملا دینے والی چیز ترکِ نماز ہے۔

کفر کے نزدیک ہے ترکِ نماز
اس سے ہوتا ہے ہمارا امتیاز

★

بدعہدی کی سزا

لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ (مشکوٰۃ)

بدعہد انسان دین میں ناقص ہے۔

عہد کی تکمیل میں جو خام ہے
نیک ہو، لیکن برائے نام ہے

★

بہترین انسان

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ (بخاری)

سب سے بہترین انسان وہ ہے جو قرآن مجید کو سیکھ کر دوسروں کو سکھائے

بقیہ: والدین کے حقوق

ہوئے اور لوٹے اس کے بعد کہا کہ میں دو تین بار عمرو بن عثمانؓ کے پاس سے گزرا قسم ہے اس ذاتِ باری تعالیٰ کی جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا کہ عزّ وجلّ کی کتاب میں دو بار مذکور ہے کہ جس کے ساتھ تیرا باپ بھلائی کرتا تھا اس سے قطع تعلق نہ کرو ورنہ اس کی وجہ سے تیرا نور بجھ جائیگا۔

مفتی عبد الرحمٰن صاحب کی تلاش

ہمارے والد بزرگوار مفتی عبد الرحمٰن صاحب عرصہ تین ماہ سے لیاقت پور ضلع رحیم یار خاں سے لاپتہ ہیں۔ قارئین کرام خدام الدین سے التماس ہے اگر کسی صاحب کو مفتی صاحب کے بارے میں علم ہو تو برائے نوازش پتہ ذیل پر مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

رحمت اللہ بمعرفت سیٹھ احمد خاں واڑے والا
داد والی روڈ شکارپور سندھ ضلع سکھر

بچوں کا صفحہ

شبیر احمد سیالکوٹی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ بولا بیٹا

بچو! آج ہم تم کو ایک ایسے لڑکے کا حال سناتے ہیں جس کی محبت اور پیار کو دیکھ کر حضورؐ نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آنے سے پہلے اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جا رہے تھے کہ راستہ میں ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے قافلہ پر حملہ کر کے ان کو لوٹ لیا اور حضرت زیدؓ جو بہت ہی کمسن تھے کو گرفتار کر لیا اور مکہ معظمہ میں لا کر فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی خدیجہؓ کے لیے انہیں خرید لیا جب حضرت خدیجہؓ رضی اللہ عنہا نے حضورؐ سے نکاح کیا تو زیدؓ کو تحفہ کے طور پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

زید کے والدین اس کی جدائی اور یاد میں بہت بے چین تھے۔ آٹھوں پہر یاد کر کر کے رویا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کی قوم کے چھ افراد مکہ آئے زید کو مکہ میں دیکھ کر ان کے ماں باپ کا حال ان کو سنایا اور بتایا کہ تمہارے والدین تمہاری جدائی میں دیوانے ہو رہے ہیں۔ آپ نے ایک رقعہ لکھ کر ان کے پاس بھیج دیا۔ جس میں تین چار اشعار لکھے ان کا مطلب یہ تھا کہ تم صدمہ نہ کرو میں بہت شریف النفس اور نیک لوگوں کی غلامی میں ہوں اور بالکل خیریت سے ہوں۔ اس کا رقعہ دیکھ کر ان کے والد اور چچا بہت سا روپیہ لے کر مکہ معظمہ آئے اور حضور پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ قریش ہیں، سردار ہیں، معزز ہیں، خاندانی ہیں ہمارے اوپر رحم فرمایئے۔

آپؐ نے فرمایا کیا بات ہے؟ عرض کیا زیدؓ کو جو آپؐ کا غلام ہے آزاد کر دیجئے۔ اور اس کے بدلے جتنا چاہیں روپیہ لے لیں۔

آپؐ نے فرمایا۔ تم زیدؓ سے پوچھ لو۔ اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر روپیہ کے میں اسے آزاد کرتا ہوں۔ اور اگر نہ جانا چاہے تو پھر مجبور نہ کروں گا۔ وہ اس بات سے اور زیادہ خوش ہوئے کہ بغیر فدیہ کے آزاد کرنے کے لیے تیار ہیں اور ان کو تو یہ یقین ہی تھا کہ حضرت زیدؓ ضرور ہمارے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو جائیں گے چنانچہ زیدؓ کو بلایا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا زیدؓ! تم انہیں جانتے ہو یہ کون ہیں؟ عرض کیا۔ جی ہاں جانتا ہوں یہ میرے باپ ہیں اور یہ میرے چچا جان۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ تمہیں لینے آئے ہیں۔ اگر جانا چاہو تو چلے جاؤ میری طرف سے بخوشی اجازت ہے۔ عرض کیا۔ حضورؐ! بھلا آپؐ کو چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہوں۔ یہ باپ اور چچا آپؐ کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ میں تو سارے کنبہ کو حضورؐ کے قدموں پر قربان کر دوں۔

باپ اور چچا نے کہا زیدؓ کیا تم آزادی سے غلامی کو اچھا سمجھتے ہو۔ زیدؓ نے جواب دیا کہ ہاں ان (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی غلامی آزادی سے کئی درجے بہتر ہے۔ میں ان میں وہ باتیں دیکھتا ہوں کہ ان کے مقابلے میں دنیا کی کوئی چیز اچھی معلوم نہیں ہوتی۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس بچے کی یہ عقیدت، محبت، دانائی اور حاضر جوابی دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوشی میں ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔

بچو! سنا تم نے ایک بچے کے دل میں حضورؐ کی کتنی محبت تھی کہ اپنے سارے خاندان کو قربان کرنے پر تل گیا لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پسند نہ کی۔ آج ہمارے بڑوں کی یہ کیفیت ہے کہ وہ کنبہ پروری کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیتے ہیں۔

پھر زیدؓ کو اس محبت کا کیا نتیجہ ملا کہ دو جہانوں کے سردار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بیٹا بنا لیا۔ کتنی بڑی عزت ملی۔ اسی عزت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا نام لے کر ذکر فرمایا۔ حالانکہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی کا نام قرآن مجید میں نہیں ہے۔

پیارے بچو! اگر تم بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرو گے اور ان کا ساتھ دو گے یعنی اسلام پر چلو گے تو خدا تعالیٰ تم کو بھی عزت دے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بھی پیار کریں گے تم قرآن مجید پڑھو، نماز پڑھو اور نیک کام کرو۔

آج ہم نے مقدس کتاب قرآن مجید کو چھوڑ دیا اور ہم پر مصیبتیں نازل ہونے لگیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں تاکہ دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل ہو۔ آمین

والدین کے حقوق

عتیقہ راشدہ

والدین کو رلانا گناہ کبیرہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ والدین کو رلانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے اور یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے۔

والدین کے ساتھ نیکی کرو۔ اگرچہ وہ تمہارے ساتھ ظلم کریں

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر کسی مسلمان کے ماں باپ زندہ ہیں اور وہ ہر صبح کو ان کی خیریت دریافت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھول دیتا ہے۔ اگر ماں یا باپ دونوں میں سے ایک ہے تو ایک دروازہ۔ اور اگر اس نے ماں باپ میں سے ایک کو ناراض کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ اس آدمی سے اس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک کہ اس کے والدین راضی نہ ہو جائیں۔ ابن عباسؓ سے پوچھا گیا اگر ماں باپ ظلم کریں تب بھی؟ فرمایا ہاں تب بھی۔

باپ کا نام لے کر نہ بلاؤ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے دو آدمیوں کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ تمہارے کیا لگتے ہیں؟ اس نے جواب دیا یہ میرے والد ہیں۔ اس پر ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ اس کا نام نہ لو اس کے آگے نہ چلو، ان سے پہلے نہ بیٹھو۔

والدین کی دعا اولاد کے حق میں

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں وہ ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، اور ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں۔

والد کے دوستوں سے سلوک

سعد بن عبدالرزقی کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا کہ ہم لوگ مدینہ کی مسجد میں عمرو بن عثمانؓ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ عبداللہ بن سلامؓ اپنے بھتیجے کا سہارا لیتے ہوئے آئے اور مجلس سے گزر گئے۔ پھر متوجہ

(باقی صفحہ ... پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۰۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۲۸۱ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۹/۲۰۷۶۷-D.D.9 مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M/۳۰-۱۵۲۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور پریس باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا